

خلافتِ راشدہ

یا اللہ مدد

قاریار

# نایخ شیعہ

اور

مُسلما نوں پر مظالم

شہرِ آفاق کتاب

سَیْفِ اِسْلاَم

(شیعہ کے ہزار سوال کا جواب)

کا

مُقَدِّمہ اور ابتدائی حصہ

تالیف

حافظ مہر محمد میا نوالوی

مکتبہ عثمانیہ بن حافظ جی ضلع میا نوالی





الحمد لله رب العلمين حمداً كافياً لنعمه على  
جميع المؤمنين والصلوة والسلام على افضل  
خلقه محمد سيد الرسل وخاتم النبيين والمعصومين  
الذي جعله هادياً وبشيراً ونذيراً لكافة الانس  
والجن الى يوم النشور والدين وعلى اله واصحابه وخلفاءه  
وازواجه من الهن بيته وعشيرته الاقربين وعلى اتباعه  
والنصاره وامته المتقين باعداء الكافرين والمنافقين .

## مقدمہ

دین اسلام دین فطرت ہے۔ بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لیے خود خالق  
کائنات نے اسے اتارا ہے اور واجب العمل دستور اور عالمی منشور قرار دیا ہے۔۔ دین دنیا  
آخرت دونوں جہانوں سے مربوط ہے۔ انسان کی تمام مادی اور روحانی مشکلات کا حل پیش  
کرتا ہے یہ زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔ زندگی کی روح اور اس کی قوت محرکہ ہے۔  
صحیح و غلط کے امتیاز کی کوٹی ہے۔ اسی نے انسانوں کو جنگلوں اور غاروں سے نکال کر شہر  
کا خوگر بنایا۔ جانوروں اور درندوں کی صفات سے مبرا کے تہذیب و تمدن کا تاج اس  
کے سر پر رکھا۔ ظلم پر بریت۔ شقاوت و جہالت کی ہیمانہ صفات سے اسے نجات دے کر معزز  
انسان کے اوج شرافت پر پہنچایا۔



یہ دین اسلام ایک صحت مند معاشرہ تشکیل کرتا ہے۔ حقوق و فرائض کی حفاظت کا ذمہ دار ٹھہرتا ہے۔ ماں باپ، اہل و عیال، حاکم و محکوم، کاشت کار و زمین دار، مزدور و کارخانہ دار، غریب اور سرمایہ دار وغیرہ طبقات میں حقوق العباد کی وضاحت کر کے ایک ایسا لافانی اخلاقی نصب العین اور طریق زندگی متعین کرتا ہے کہ مسلم اور انسانی معاشرے کے تمام افراد بشر طویل شیر و شکر بن کر رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو اپنا بھروسہ اور بھائی تصور کرتے ہیں۔ اپنے فرائض کی بجا آوری اس طرح کرتے ہیں کہ دوسروں کو حقوق لینے کے لیے مطالبات یا ایجنسی ٹیشن کی ضرورت ہی نہیں پڑتی بلکہ اسلامی معاشرہ کے افراد کی تمام مسمعی، خواہ وہ میدانوں میں ہوں یا پہاڑوں میں، متمدن شہروں میں ہوں یا دور افتادہ قصبات و دیہات میں۔ ایک مرکز کی طرف رجوع کرتی ہیں۔

اسلام کی نگاہ میں دنیا و آخرت دونوں ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں ہیں اور ایک سفر کے دو مرحلے ہیں :

پہلا مرحلہ عمل اور کوشش کا ہے جو دنیا کی ایک ڈیوٹی ہے دوسرا مرحلہ نتائج و ثمرات کا ہے جو مالک یوم الدین اور شہنشاہِ احکام الحاکمین پروردگار قیامت اپنے بندوں کو عطا فرمائیں گے جیسا عمل اس دنیا میں کیا جائے گا ویسا ہی بدلہ اور نتیجہ اسے آخرت میں ملے گا۔

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بر وید جو ز جو

”جیسی کرنی ویسی بھرنی“ دونوں جہانوں کا خلاصہ اور لب لباب ہے اور دین اسلام ہی اس مرحلے میں کامیابی کا ضامن ہے۔ یہ دین تقریباً سوا لاکھ انبیاء علیہم السلام نے پیش فرمایا ان کے اصحاب و پیروکاروں نے اسے ”عمل تبلیغ“ سے جلا بخشی۔ سب سے آخر میں خاتم النبیین و المعصومین محبوب رب العالمین، سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین نے اسے نہایت مکمل اور منظم شکل میں چلا کر دکھایا۔ قدوسی صفت آپ کے صحابہ کرامؓ اور خلفاء راشدینؓ عظام نے اپنے ملکوتی کردار، حسن عمل اور فتوحات و تعلیمات کے ذریعے اسے دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا۔ کروڑوں انسانوں کو بت پرستی اور معظّم انسانوں کی پوجا سے چھڑا کر خدائے وحدہ لا شریک لہ کے آگے جھکا دیا۔ ظلم کے شکنجے میں گرفتار



انسانیت کو نجات دلائی اور نظام عدل و انصاف کے دامن میں ان کو پناہ دی۔

انھوں نے علمائے ثابت کر دکھایا کہ سچا دین اسلام وہی ہے جو قرآن و سنت کے اصول اور خلفاء راشدین کے نظام حکومت کے مطابق ہو ان کے فتاویٰ جات، تشریحات، سکیمیں اور تدبیریں اسلام کی صداقت کی مزید بولتی تصویریں ہیں۔ بنی نوع انسان کی تعمیر و ترقی اور فلاح داریں کی ضمانت ہیں۔ سنت اللہ، سنت رسول اور تاریخ کا ایک ایک ورق اس پر گواہ ہے۔ حق و باطل کی آویزش روزِ ازل سے چلی آرہی ہے۔ دل کی بیماریوں میں سے "حسد" ایسی خطرناک بیماری ہے کہ تمام اعمالِ صالحہ کو ایسے جدا کر رکھ کر دیتی ہے جیسے آگ لکڑیوں کو انگارے بنا دیتی ہے۔ اسی حسد نے بڑے بڑے مشاہیر کو کفر و ظلمت کی وادی میں دھکیلا۔ دشمنی نے جسد سے جنم لیا اور سب سے پہلا قتل ناحق حسد کی بدولت ہوا۔ حسد کی وجہ سے رؤسا، رئیس صادق و امین اور رؤف و رحیم پیغمبرِ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر ایمان لانے سے محروم رہے۔ اسی جلنے کڑھنے کے رد عمل میں مدینہ طیبہ کا معزز سردار عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین سے ملقب ہوا۔ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں خاتم النبیین پیغمبر صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی صفات جاننے پہچاننے کے باوجود حسد میں لکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔

اسلام جب اپنے محبین تلامذہ نبوت، خلفاء راشدینؓ کی وجہ سے باہم عداوت پر پہنچا معلوم کر کے ارضی کے چپے چپے پر چھا گیا۔ بڑی بڑی متمدن فارس و روم کی حکومتیں چونکہ خاک ہو گئیں تو یہود و مجوس منافقین اسلام میں داخل ہوئے اور حسد و نفاق کی وجہ سے اسلام سے انتقام کی ٹھانی۔ ان کا سرغنہ صنعا مین کا عبداللہ بن سبار یہودی عالم تھا۔ جو صحابہ دشمنی، تعلیم نبوت سے بیزاری، خلفاءؓ

عسہ شیعہ کتاب رجال کشی ص ۱۷۱ مطبوعہ بیروتی ابن سبار کے حالات میں لکھا ہے: "اہل علم کا بیان ہے کہ عبداللہ بن سبار یہودی تھا۔ پھر اسلام قبول کیا اور حضرت علیؓ سے محبت کا اظہار کیا۔ وہ یہودیت کے زمانے میں غلو کر کے حضرت یوشع بن فون کو موسیٰ علیہ السلام کا وصی کہتا تھا تو مسلمان ہو کر اس نے رسول اللہ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کے وصی ہونے کا عقیدہ نکال دیا یہ پیدائش ہے جس نے حضرت علیؓ کی امامت کا فرض ہونا مشہور کیا اور سب سے پہلے اس نے آپ کے دشمنوں سے تبرک کیا اور اسی نے ان کی مخالفت کی اور ان (خلفاء ثلاثہ) کو کافر قرار دیا۔ اسی یہ منافقین شیعہ تھے جس نے یہودیوں کی مثل دینیو یہودیت ہے۔"



و فاتحینِ اسلام کی کردار کشی اور ملی منافست پھیلانے میں "ابن ابی رئیس المنافقین کا پورا وارث" جانشین تھا۔ اسی نے "حُبِّ اہل بیت" کے پرفریب نعرہ سے حضرت عثمانؓ کو شہید کرایا۔ دُور مُرتضویٰ میں شدید خونریزیاں کرائیں۔ اسی کے پیروکار ابنِ ملجم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا اتحادِ ملت کے دشمن اسی کے حواریوں نے سبطِ پیغمبر حضرت حسن المجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ مصالحت و بیعت کر لینے کی وجہ سے مذلّ المومنین، مسود المصلین مومنوں کو رو سیاہ کرنے والے اور ان کی ناک کٹوانے والے القابات سے نوازا۔ (جلد العیون ۲) اسی بد بخت گروہ نے ریحانہ بتولؓ حضرت حسینؓ مظلوم کو بُلا کر غدار سی سے شہید کیا اور قافلہ اہل بیتؓ سے بد دعائیں لے کر رونا پیٹنا اپنا مذہب بنا لیا۔ عبد اللہ بن سبار اور اس کی پیروکار ذریت کے یہ اسلام سوز مسلم کش کارنامے تاریخ کی سب سے معتبر کتابوں کے علاوہ شیعہ کی علم اسرار الرجال کی کتابوں میں صراحت سے موجود ہیں۔ اس نے اپنی رُپقیہ، خفیہ تحریک سے صحابہ و اہل بیتؓ کے قتل کا ہی کام نہ لیا بلکہ اسلام کے اساسی عقائد پر تیشہ چلایا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کو رب باور کرایا۔ یا علی مشکل کشا اور یا علی مدد کے نعرے اسی کا نتیجہ ہیں۔ امامت کا عقیدہ ایجاد کر کے ختم نبوت کا صفایا کیا۔ قرآن میں تحریف اور کمی و بیشی کا نظریہ ایجاد کر کے اسلام کی جڑ کاٹ دی سرمایہ نبوت، تمام صحابہ کرامؓ کو معاذ اللہ منافق، غاصب اور بے ایمان کہہ کر پیغمبرؐ کی ناکامی اور اسلام کے جھٹلانے کا برملا اعلان کیا۔ اہمات المومنین، الولا ج پیغمبرؐ اور بنات طاہراتؓ اور آپؐ کے سب سے سرائی اور فاندانی رشتوں کی عظمت کا انکار کر کے "مقامِ اہل بیتؓ" کے نظریہ کو بھی تہس نہس کر دیا۔

عالمِ اسلام کے مشہور مفکر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ "اسلام میں شیعیت کا آغاز" کے عنوان میں عبد اللہ بن سبار کے تعارف میں فرماتے ہیں :-

اسنِ خونی فضا میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوتھے خلیفہ منتخب ہوئے آپ بلاشبہ خلیفہ برحق تھے اُمتِ مسلمہ میں اس وقت کوئی دوسری شخصیت نہیں تھی جو اس عظیم منصب کے لیے قابلِ ترجیح ہوتی لیکن حضرت عثمانؓ کی مطلوبانہ شہادت کے نتیجہ میں اُمتِ مسلمہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی اور فورت باہم جنگ و قتال کی بھی آئی۔ جمل اور صفین کی دو جنگیں



ہوئیں۔ عبداللہ بن سبار کا پورا گروہ۔ جس کی اچھی خاصی تعداد ہو گئی تھی، حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ تھا۔ اس زمانہ اور اس فضا میں اس کو پورا موقع ملا کہ شکر کے بے علم اور کم فہم عوام کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت اور عقیدت کے عنوان سے غلو کی گمراہی میں مبتلا کرے یہاں تک کہ اس نے کچھ سادہ لوحوں کو دہی سبق پڑھایا جو پولوس نے عیسائیوں کو پڑھایا تھا اور ان کا یہ عقیدہ ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دنیا میں خدا کا روپ ہیں اور ان کے قالب میں خداوندی روح ہے اور گویا وہی خدا ہیں۔ کچھ احمقوں کے کان میں یہ سمونکا کہ اللہ نے نبوت اور رسالت کے لیے دراصل حضرت علی بن ابی طالب کو منتخب کیا تھا۔ وہی اس کے اہل اور مستحق تھے اور حامل وحی فرشتے جبریل امین کو ان ہی کے پاس بھیجا تھا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور وہ غلطی سے وحی لے کر حضرت محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس پہنچ گئے۔ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مورخین نے بھی بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰ کے علم میں کسی طرح یہ بات آئی کہ ان کے شکر کے کچھ لوگ ان کے بارے میں اس طرح کی باتیں چلا رہے ہیں تو آپ نے ان شیاطین کو قتل کر دینے اور لوگوں کی عبرت کے لیے آگ میں ڈلوا دینے کا ارادہ فرمایا، لیکن اپنے چچا زاد بھائی اور فاضل رفیق و مشیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان جیسے اور لوگوں

لے یہ بات بلفظ اور من و عن تو ہمیں معلوم نہیں شیعہ کی کس کتاب میں ہے تاہم قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المؤمنین میں بعض شیعوں کا یہ عقیدہ نقل کیا ہے۔ غلط الامین فجاور حاعن حیدر۔ کہ جبریل امین نے غلطی کی کہ وحی و شریعت حیدر کے بجائے محمدؐ تک پہنچا دی۔ اغلب یہ ہے کہ بطور تفسیر اس کفریہ قول کو چھپا دیا گیا ہے۔ برملا کہتے اور کہتے نہیں ورنہ عقیدہ ہر امامی اثنا عشری شیعہ کا یہی ہے کیونکہ وہ صحابہ رسول کو منافق اور شیعہ علی کو مومن کہتے ہیں معجزہ رسول قرآن کو محرف بلا امام ناقابل عمل اور بے حجت کہتے ہیں۔ صحیفہ نوح البلاغہ کو مقدس اور واجب العمل مانتے ہیں۔ خاص رسول اللہ کی طرف منسوب تمام چیزوں سے نفرت و تبرک کرتے ہیں حضرت علیؑ کی نسبت تمام چیزوں سے تولا اور محبت کرتے ہیں رسول پاک کی تعلیم و ہدایت سے صحابہ کو بھی مومن و جنتی نہیں مانتے۔ علیؑ کی نسبت تعداد لوگوں کو مومن و جنتی کہتے ہیں۔ یہی نبوت و ہدایت کو حضور سے کاٹ کر حضرت علیؑ کو نبی و ہادی مانتا ہے۔



مشرق پر اس وقت کے خاص حالات میں اس کارروائی کو دوسرے مناسب وقت کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔

بہر حال جبل بنی فین کی جنگوں میں عبداللہ بن سبار اور اس کے پیلوں کو اس وقت کی خاص فضا سے فائدہ اٹھا کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر میں ان کے بارے میں غلو کی گمراہی پھیلانے کا پورا پورا موقع ملا اور اس کے بعد جب آپ نے عراق کے علاقہ میں کوثر کو اپنا دار الحکومت بنالیا تو یہ علاقہ اس گروہ کی سرگرمیوں کا فاس مرکز بن گیا اور چونکہ مختلف اقسام اور وجوہ کی بنا پر جن کو مورخین نے بیان کیا ہے اس علاقہ کے لوگوں میں ایسے غالبانہ اور گمراہانہ افکار و نظریات کے قبول کرنے کی زیادہ صلاحیت تھی اس لیے یہاں اس گروہ کو اپنے مشن میں زیادہ کامیابی ہوئی۔ (گویا یہ علاقہ شیعیت کا گڑھ بن گیا۔) ایرانی انقلاب ۱۰۸۰-۱۰۹۰

گو ابن سبائہ ختم ہو گیا لیکن "حُب اہل بیت کی آڑ میں اس کا سبانی گروہ اور کفریہ نظریات چلتے رہے۔ خارجی اور شیعہ کے نام سے یہ دو گروہ بن گئے اور اسلام اور مسلمانوں کو زبردست نقصان پہنچایا۔ ان کا اصلی مذہب تو سیاست اور امت مسلمہ کو تباہ کرنا تھا۔ جیسے ہم عنقریب بیان کریں گے لیکن ایک روپ مذہب کا بھی دھارا اور عقائد، اعمال، اخلاقیات میں افراط و غلو اختیار کیا۔ اصول اور فروع دین میں تشکیک پیدا کرنے کے لیے فضول مباحث اور کلامی مجادلات کا دروازہ کھول دیا۔ اسی اختلاف و شقاق سے وہ اپنے مذہبی وجود کا بھرم باقی رکھے ہوئے ہیں عبد الکریم مشتاق راضی کا یہ رسالہ فروع دین میں "میں نے سنی مذہب کیوں چھوڑا۔ مع مذہب سنیہ پر ہزار سوال" اسی کفریہ پالیسی کا مظاہر ہے۔ جس کا تحقیقی الزام، تشیع کش کامیاب

اے صحیح بات یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے ان مشرک سبائیوں کو آگ میں جلا دیا تھا۔ جیسے بخاری اور ابن تیمیہ کی منہاج السنہ میں نہایت ہے شیعوں کی رجال کشی میں امام جعفر صادقؑ نے، آدمیوں کے جلانے کا ذکر فرمایا ہے اور وہ کہتے تھے "اے علیؑ تیرے رب ہونے کا ہمیں یقین ہو گیا کہ آگ کا عذاب خدا کے سوا کوئی نہیں دیتا یا خود ابن سبأؑ مردود کو ابن عباسؓ کے مشورہ سے جلا یا نہیں؟ نہ سب سبائی لشکر آپ سے بغاوت کر دیتا۔ اسے بد دعا دے کر جنگل میں بائک دیا وہ بنی اسرائیل کے سامری کی طرح لا احساس۔ مجھے ہاتھ نہ لگاؤ۔ کہہ کر بائک ہو گیا اور درندہ دل کا لقمہ بن گیا۔ لعنتہ اللہ علیہ وعلیٰ شیعہ واتباعہ اجمعین۔ مؤلف۔



جواب ہم نے اپنی اس کتاب میں دے دیا ہے ہم مناسب جانتے ہیں کہ اس گروہ کا سیاسی چہرہ بھی بے نقاب کر دیا جائے اور سادہ لوح مسلمانوں کو ان کے شر سے حتی الامکان بچایا جائے۔  
 ”فخر الاسلام“ میں علامہ احمد امین مصری نے لکھا ہے کہ پہلی اور دوسری صدی میں جو شخص یا گروہ اسلام پر حملہ آور ہوتا وہ اہل تشیع کے کیمپ میں آجاتا اور تقیہ و حجب اہل بیت کی آرٹیں اسلام کی جڑوں کو کاٹتا۔ اسی کی تائید پروفیسر محمد منور نے کی ہے۔ اقتباس ۲۳ ب ملاحظہ فرمائیں۔  
 شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں لکھا ہے کہ شیعہ روزِ اقل سے مسلمانوں کے دشمن چلے آ رہے ہیں۔ انھوں نے ہمیشہ مسلمانوں کے دشمنوں کا ساتھ دے اہل اسلام سے جنگ لڑی ہے۔ ان کی ساری تاریخ سیاہ اور ظلمتِ ظلم سے معمور ہے۔“

نیز فرماتے ہیں: شیعیان دلائل پیش کرنے میں کذب الناس میں اور عقل دلائل کے ذکر و بیان میں اجہل الناس۔ یہی وجہ ہے کہ علماء انھیں اجہل الطوائف کہتے چلے آئے ہیں۔ ان کے ہاتھوں اسلام کو پہنچنے والے نقصان کا علم صرف رب العالمین کو ہے۔ اہمیلیہ، باطنیہ اور نصیریہ ایسے گمراہ فرقے اسلام میں شیعہ ہی کے دروازہ سے داخل ہوئے۔ کفار و مرتدین بھی شیعہ کی راہ پر گامزن ہو کر اسلامی دیار و بلاد پر چھپ گئے۔ مسلم خواتین کی آبروریزی کی اور ناحق خون بہایا۔۔۔۔۔  
 شیعہ خبیث باطن اور ہوائے نفس میں یہود سے ملتے جلتے اور غلو و جہل میں نصاریٰ کے جمنوا ہیں۔  
 (المنتقى من المناجیح اردو سنہ ۱۳۵۸ مطبوعہ گوجرانوالہ)

اس کی تازہ مثال پاکستان میں شریعت بل ۱۹۸۶ء کی مخالفت ہے۔ آل شیعہ پارٹیز فیڈریشن نے ۶ اپریل اور ۱۹ اپریل کے اخبارات جنگ وغیرہ میں پریس کانفرنس شائع کرائی ہے ”اگر شریعت بل نافذ کیا گیا تو شیعہ اس کی بھرپور مزاحمت کریں گے۔ قربانی دیں گے اور اسلام کے شہیدانی سوشلزم اپنانے پر مجبور ہوں گے۔ یعنی قرآن و سنت اجماع امت اور قانونِ شرع پر مبنی مسلمانوں کا اپنا اسلامی نظام ہرگز گوارا نہیں ہے۔ اس کے آنے پر مرث منظر ہے مگر تائید نہیں کریں گے۔ سوشلزم کا، خدا و مذہب کے انکار پر مبنی نظام قبول ہے۔ ایس جی بوا عجیبیت؟ انگریز کے قانون میں ایک صدی عیش و عشرت سے بسر کی نہ اس کے خلاف آواز اٹھائی نہ فقہ جعفریہ کے نفاذ کا مطالبہ کیا۔ جب پچیس سال بعد پاکستان میں صدر محمد ضیاء الحق نے نفاذ



اسلام کی بات کی تو کھلے مخالف ہو گئے۔ اسلام آباد کا گھیراؤ کیا۔ فقہ جندیہ کا خطاب لے آئے۔ عشرہ زکوٰۃ کا انکار کیا۔ حدود شرعیہ سے خود کو مستثنیٰ کر لیا۔ اب نفاذِ شریعت سے منافق ہیں اور کم کش روسی نظام سوشلزم اور کمیونزم سے معاف کر رہے ہیں۔ کوئی کیسے باور کرے کہ یہ مسلمان ہیں؟ تو کیسے مسلمان ہیں؟

**شیعہ کی سیاسی تاریخ** | اب ذرا مختصراً ان کی اسلام سے غداری مسلم کشی اور کفار سے دوستی اور موالات کو ملاحظہ فرمائیں:-

- ۱۔ ابولونجوسی ایرانی نے شہزادہ ہرمزان کی سازش سے مُرادِ نبوت، فاتح اسلام، خیرِ موعود اور دامادِ مرقی حضرت عمر فاروقؓ کو شہید کیا۔ شیعہ اس دن عید مناتے ہیں اور قاتل عمر فیروز کو بابا شجاع کہہ کر فیروزہ نامی لٹکائی کو تبرک جلاتے ہیں۔
- ۲۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو جن سبائی بلوائیوں نے شہید کیا ان کو اپنا پہلا شیعہ گروہ اور متقی و صالح جانتے ہیں حالانکہ اسلام کا بڑا مددگار ہی ہے۔
- ۳۔ جنگِ جمل وصفین میں طلحہؓ و زبیرؓ اور دیگر اصحابؓ و تابعینؓ کا قاتل ہی گروہ ہے۔ ان اہم حادثات پر خوش ہیں کبھی مائمی مجلس قائم نہیں کی ہے۔
- ۴۔ نہ وہ ان میں حضرت علیؓ سے جنگ کرنے والے خارجی اسی گروہ سے تھے جنہوں نے حضرت علیؓ کے شوریٰ فیصلہ کے برخلاف: "ان الحکم الا للہ" حکومت صرف خدا کے مقرر کرنے سے ملتی ہے، کا نعرہ لگایا۔ آج بھی شیعہ کا یہی نعرہ ہے کہ امامت و خلافت خدا کی نص اور مقرر کرنے سے ملتی ہے۔ توزیٰ اور مسلمانوں کے انتخاب سے نہیں ملتی۔ شیعہ حضرت امیر معاویہؓ کی تو خوب مذمت کرتے ہیں مگر ان محاربانِ علیؓ خارجیوں کی نہیں کرتے۔ آخر مذہبی برادری کے سوا اور کیا راز ہو سکتا ہے؟

۵۔ قاتل علیؓ ابنِ ملجم کثر شیعہ اور مصری بلوائی تھا۔ اس کے پہلے کسی عمل کی شیعہ مذمت نہیں کرتے۔ اب نمازوں کے بعد اس پر لعنت نہیں کرتے جیسے معاذ اللہ خلفاءِ ثلاثہؓ اور امیر معاویہؓ پر کرتے ہیں۔ اس کارِ زاس کا شیعہ بھائی ہونا نہیں تو اور کیا ہے؟

۶۔ اہل بیتؑ پر مظالم | احتجاجِ طبری، منتهی الآمال، جہاد العیون وغیرہ کتب شیعہ میں صراحت



ہے کہ جب حضرت حسن المجتبیٰؑ نے اپنے نانا کی پیشین گوئی اور رضا کے مطابق حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت و مصالحت کر لی۔ سب مسلمان ایک پیڑ فارم پر جمع ہو گئے وہ سال عام الجماعة کہلایا تو اتحاد ملی کے دشمن شیعہ حضرت حسنؑ سے ناراض ہو گئے۔ آپ کو بہت کوسا اور معون کیا۔ اس کی صدائے بازگشت آج بھی شیعہ یوانوں میں آ رہی ہے کہ حسنؑ صرف امامت در اول دے سے ہی محروم نہ ہوئے بلکہ ان کے کسی مخصوص کمال و بزرگی پر نہ تو کوئی تقریب و مجلس منعقد ہوتی ہے نہ کوئی نام نہاد خطیب آل محمدؑ اس عظیم کارنامہ اتحاد پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ پس بعد از وفات جنازہ پر ایک جھوٹا واقعہ مشہور کر کے غیروں کو خوب گالیاں دیتے ہیں مگر جن شیعوں نے حضرت حسنؑ پر قاتلانہ حملہ کیا، ران کاٹی، مال و اسباب لوٹا ان کی مذمت میں مجلس عزرا قائم نہیں کرتے؟

۷۔ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ اس سبائی ٹولے کا سلوک شہرہ آفاق ہے دُبرانے کی ہاجت نہیں۔

۸۔ قتل حسینؑ کے بعد یہ لوگ نالہ و رنایاں جوئے تاریخ میں ان کا لقب تو ابین مشہور ہے۔

قاضی نور اللہ مخوسری لکھتے ہیں (قاتلان حسین) شیعہ ایک مدت کے بعد بیدار ہوئے۔ افسوس کھایا۔ اپنے اوپر لعنت کی کہ دنیا و آخرت کا گھانا ہمارے نصیب ہوا۔ کیونکہ ہم نے امیر المومنین حسین علیہ السلام کو بلایا پھر ان پر ہم نے تلوار کھینچی اور ہماری بے وفائی سے ہوا جو کچھ ہوا۔ اس جماعت کے سردار ۵ اشخاص تھے۔ سلمان بن صرد خراسانی، مصیب بن نخبة فزاری، عبداللہ بن سعد ازدی، عبداللہ بن دال تمیمی، رفاعہ بن شداد۔ اور یہ پانچوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص اور معروف شیعہ تھے۔ (مجالس المومنین ص ۲۴۳ مجلس ہشتم ذکر ملوک نامدار)

۹۔ ان تو ابین نے پھر جو ظلم و بربریت پھیلائی اور غاصب اناس کا قتل عام کیا ایک طویل بحث اسی مجالس المومنین میں موجود ہے۔

۱۰۔ چند سالوں کے بعد انتقام حسینؑ کے بنائے بدترین ظالم مختار بن عبید تقفی اٹھا۔ ستر ہزار مسلمانوں کا قتل عام کر کے کوفہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ شرح دیوانہ مرقضوی میں حسن عسکری کی روایت سے مقتولین کی تعداد ۸۰۳۰۱ ہے۔ (مجالس المومنین ص ۲۵۱)۔ آج بھی شیعہ اسے ناصر آل حسینؑ کہہ کر قومی ہیرو مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ حسن المجتبیٰؑ کو گرفتار کر کے دشمنوں کے سپرد کرنا چاہتا تھا۔ لیکن چچانے اسے ڈانٹ دیا۔ حضرت حسینؑ کے ساتھ غداری کی۔ پھر نبوت کا



دعویٰ دار ہوا۔ محمد بن الحنفیہ کو اپنا امام بتایا۔ (حالانکہ مذہب شیعہ میں غیر امام کو امام کہنا بڑا کفر و شرک ہے) ان کے نام سے دولت جمع کی۔ حضرت زین العابدینؑ اور محمد باقرؑ نے اس پر چٹکار کی اور اسے بے دین بتایا۔ (سب حوالہ بات "ہم سنی کیوں ہیں؟" میں دیکھئے) لیکن شیعہ کو ہر سفاک سے پیار ہے خواہ وہ بد عقیدہ اور ملعون ہو۔ یہ فتنہ حضرت مصعب بن زمیرؓ نے ختم کیا تھا۔

۱۱۔ حضرت زید شہید بن علی زین العابدینؑ جو فاضل سادات میں سے تھے۔ ظالم حکام کے خلاف اٹھ۔ چالیس ہزار کا لشکر تیار کیا۔ عین موقع پر ان کو فتنی شیعوں نے غداری کی اور کہا کہ تم ساتھ دیں گے جب حضرت ابو بکرؓ عمرؓ سے تبرا کرو گے۔ حضرت زیدؑ نے فرمایا وہ تو میرے بزرگ آبا رہے تھے میں ان سے کیسے تبرا کروں؟ تو یہ سب ساتھ چھوڑ گئے۔ حضرت نے فرمایا: یَقُومُ رَفِضَتُمُوْنِی اَسَے میری قوم تم نے میری بیعت کر کے مجھے چھوڑ دیا۔ اسی وجہ سے شیعوں کا لقب رافضی مشہور ہوا۔ (مجالس المؤمنین ص ۱۵۶) حضرت زیدؑ چند افراد کے ساتھ تہارٹ سے اور شہید ہو گئے۔ اثناعشری اور جعفری شیعوں کو آج بھی حضرت زیدؑ سے نفرت و دشمنی ہے اور مختار سفاک سے محبت ہے۔ بے دینوں کا ساتھ دے کر قتل عام کرتے ہیں اور اہل بیتؑ کو بے یار و مددگار چھوڑ کر قتل کراتے ہیں اور خود صحابہ کرامؓ کے تبرائیں لعنتی بن جاتے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا بالکل برحق ہے کہ شیعہ اسلام اور اہل بیتؑ کے غدار و دشمن ہیں۔ مختار و فتنی جیسے ظالموں کے طرف دار ہیں۔

۱۲۔ بنو امیہ کے خلاف جو ایرانیوں نے بنو عباس کے ساتھ مل کر تحریک چلائی اور پھر خونی انقلاب آیا۔ لاکھوں مسلمان شہ تیغ ہوئے اور بعض عباسی بادشاہوں کا لقب بھی۔ سفاک "بہت خون ریز" پڑ گیا۔ ان سب کا مشیر و وزیر اور وزیر و قاتل ابوالسلم خراسانی تھا جو کٹر شیعہ تھا اور بنو عباس سے اسی نے سب ظلم کرائے۔ شیعہ آج بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ شومستری نے اسے سدا عین کی فہرست میں تمہہ لیا ہے۔

۱۳۔ مفاد کی دوستی اور وقتی انتہائی اتفاق و اتحاد کبھی پائیدار نہیں ہوتا۔ بنو امیہ دشمنی میں قوی ملوی عباسی اتنی درہا مگر جب بنو عباس کو اقتدار مل گیا اور علویہ مجروح رہے تو یہی مفسدانہ کارہ کیا۔ لویوں نے بنو عباس کے ساتھ شروع کر دیں۔ شومستری لکھتے ہیں "علویوں نے کوفہ میں عباسیوں کے ام گھروں کو لوٹ لیا۔ ان کا تمام مال و اسباب اور مکانات برباد کر دیئے اور بہت سے



بچے کچھ (جو بھاگ نہ سکے) عباسیوں کو غلوں نے مار ڈالا۔ خاندکبرہ کے خزانہ کو بنو عباس اور ان کے طرف داروں کے مالوں سمیت اپنے قبضے میں لیا۔ دیشکر میں تقسیم کر دیا۔ جعفر صادق کے پوتے موسیٰ کاظم کے بیٹے زید نے عباسیوں اور عبرانیوں کے گھروں کو اتنی آگ لگا دی کہ اس کا لقب "زید ناز" پڑ گیا۔ (مجالس المؤمنین ص ۲۴) ذرا دیانت سے غور فرمائیں۔ سادات کے سے یہ مظالم کسی اموی حاکم نے بھی کیے؟

**بنو بویہ کے مظالم** ۱۴۰ :- ابو مسلم خراسانی عباسی دور میں تقریباً سیاح و سفید کا مالک ہو گیا۔ عباسی حکمران کٹھ پتلی بن کر رہ گئے اور بنو بویہ کا شیعہ خاندان عملاً برسر اقتدار آ گیا۔ بحیرہ افرات کے ساحل پر یہ بھیرے تھے۔ بویہ کے تین بیٹے فوجی تربیت پا کر عبیدہ کے دشمن ہو گئے۔ غنڈہ گردی اور قتل و غارت سے جنوبی ایران، شیراز پھر سب ایران پر قبضہ کر کے بغداد پر حملہ کر دیا۔ خلیفہ مکیک الشد نے دُب کر اسے بغداد کا گورنر بنا دیا اور معز الدولہ کا لقب دیا۔ انھوں نے بغداد میں اپنا راج اتنا چلایا کہ خلیفہ کو برسرِ دُشمنی سے مار مار کر قید کر دیا۔ ۲۰ سال بعد وہ قید میں مر گیا اور پھر برائے نام ایک شہزادے علی بن الدین الشد کو خلیفہ بنا دیا۔ اپنی من مانی کارروائیوں پر اس سے دستخط کرا لیتے اور قتل عام کرتے۔ ان کا آخری محترمہ دُرّہ نیم و سحاک میں سب کو مات کر گیا۔ اس نے جبراً عاشورہ محرم کی چھٹی کر ڈی۔ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اہل سنت کی دکانیں بند کر کر تمام شیعہ مردوں اور عورتوں کو حکم دیا کہ وہ سیاہ لباس پہن کر روٹل بیٹیں اور ماتم کریں۔ بغداد کی تمام مساجد کے دروازوں پر حضرت امیر معاویہؓ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ پر لعنتیں اور تبرے بکھوادیئے۔ اہل سنت مٹا دیتے تھے، شیعہ پھر بکو دیتے تھے چنانچہ سنی شیعہ فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ ہزاروں مسلمانانِ اہل سنت شیعہ ہو گئے۔ یہ واقعہ ۳۵۲ھ کا ہے۔

شوہب تری لکھتے ہیں: کہ یہ فتنہ اتنا بڑھ گیا کہ معز الدولہ در اسلام بغداد کے تمام سنی مسلمانوں کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا تو محمد بن مہلبی وزیر نے درخواست کی کہ معاویہؓ کے سوا لعنت کسی پر نہ کریں اور شخصی لعنتوں کے بجائے یہ کلمات لکھیں۔

لعن اللہ الخلالین لایل محمد رسول اللہ - ۲۱ سال معز الدولہ خلیفہ

الخلا بنارہم اور عباسی خلیفہ معز الدولہ کا تابعدار بنارہا۔ (مجالس المؤمنین ص ۲۳)



۱۵۔ آلِ عدنان سے یہ شیعہ بادشاہ سیف الدولہ ہوا ہے۔ اس نے بھی شیعہ کے نشتر میں شام کے نشتر حلب میں سی ظمانہ کا ردوائی کی۔ (ایضاً ص ۳۳)۔ جواب حافظ الاسد رافضی کر رہا ہے۔

۱۶۔ حضرت جعفر صادقؑ کے دو بیٹے تھے۔ اسماعیل اور موسیٰ کاظمؑ، صادق نے امامت کی نص اسماعیل پر کر دی

## اسماعیلیوں کے مظالم

مگر قضاۃ النہی سے وہ باپ کے عہد حیات میں فوت ہو گیا تو شیعوں کا ایک گروہ اسماعیل اور ان کی اولاد میں امامت کا قائل ہوا۔ یہ آغا خانی اور اسماعیلیہ کہلاتے ہیں جن کا امام عبد الکریم موجودہ آغاخان ہے ان کا مذہب اسلام سے بالکل مختلف ہے حتیٰ کہ اثنا عشری شیعہ بھی ان کو کافر مانتے ہیں۔ باقی شیعوں نے موسیٰ کاظم کو امام مانا اور اثنا عشری جعفری کہلاتے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بڑے میاں تو بڑے میاں، اچھوٹے میاں سبحان اللہ۔ اسماعیلیوں نے بھی جب ذرا کچھ اقتدار پایا۔ مسلم کشی میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ ان کا ملحد لیڈر حسن بن صباح ظلم و بربریت میں شہر آفاق ہے۔ شوستری لکھتے ہیں کہ اس شخص کے دور میں اس کی فدائی نامی جماعت کے ہاتھوں بہت سے اہل سنت و جماعت شہید کیے گئے۔ کیا بزرگ جو ایک اسماعیلی سردار تھا کے دور میں فدائیوں نے اہل سنت کی ایک بڑی جماعت کو شہید کیا۔ مقتولوں میں قاضی القضاۃ ابوسعید بھی تھے۔ ایک دوسرے اسماعیلی سردار دولت شاہ رمیر سنہان نے مراغہ کے حاکم سنطور کو خلیفہ عباسی مسترشد کو تبریز کے رئیس کو، قرہین کے مفتی کو اور سنی قوم کے خاص اکابر کی اکثریت کو فدائیوں کے ہاتھوں وادال اور کیا محمد پسر کیا بزرگ کے دور میں خلیفہ عباسی کا بیٹا راشد مارا گیا اور بہت سے خاص خاص اہل سنت کے علماء، افسران، قاضی حضرات قتل کیے گئے۔ مقتولوں کے ناموں کی تفصیل بعض تواریخ میں مسطور ہے۔ مؤلف دشتی کہتے ہیں کہ اہل سنت کے ساتھ ان مظالم کا نتیجہ یہ ہے کہ سنی اسماعیلیوں کو ملحد و زندیق کہتے ہیں۔

۱۷۔ شیعوں کا ایک دور اقتدار فاطمین مصر کی حکومت ہے یہ لوگ اصل میں غلام تھے مگر ان کے مورث عبد اللہ مدنی مجوسی نے خود کو امام اسماعیل بن جعفر کا پڑپوتا ظاہر کر کے ذلیقہ کی بربری قوموں کو اپنا ہم نوا بنالیا اور بالآخر مصر کی حکومت پر قابض ہو گئے ان کا اقتدار دو سو برس تک رہا بظاہر مسلم دوست تھے۔ جامدہ اللہ ہزان کی یادگار ہے لیکن عام اسماعیلی باخنیہ اور ملاحد تھے شیعوں کا یہ گروہ فدائیوں کے نام سے مدائن امر لہ کو قتل کرتا تھا اور عالم اسلام میں ایک تہلکہ عظیم برپا



کر رکھا تھا۔ ان فدیوں سے لوگ بہت خائف و ترساں تھے ان ظالموں نے مسلمانوں کے غنیم فاتح و عادل سلطان صلاح الدین ایوبی کو بھی تنہا کرنے کی سازش کی مگر وہ خدا کے فضل و کرم سے بچ گئے۔ (تاریخ اسلام نجیب آبادی ص ۴۳۶)

۱۸۔ شیعہ مظاہر کا سب بڑا خونچکان حادثہ جو کوفان کے ہلاکوفان کا بغداد پر حملہ

باحتوں بغداد کی تباہی ہے جسے ہر مؤرخ روتے ہوئے قلم بند کرتا ہے۔ جب منغل تاتاری ہلاکوفان ۶۵۴ھ میں ممالک شرقیہ کی فتوحات کے لیے بڑھا تو شیعہ عالم نصیر الدین طوسی ملاحدہ و اسماعیلیہ کی قید سے آزاد ہو کر ہلاکوفان سے مل گیا۔ بغداد کے شیعہ وزیر ابن علقمی نے موقع غنیمت جان کر ملاکو کو بغداد پر حملہ کی دعوت دی چنانچہ اس نے ۶۵۶ھ میں بغداد پر زبردست حملہ کیا۔ عباسی خلیفہ مستعصم کو اور اس کے صاحبزادوں ابو بکر و عبدالرحمن کو قتل کر دید خواجہ نصیر الدین کے مشورے سے خلیفہ عباسی کو اتنی بے دردی سے شہید کیا کہ اس کے ایک ایک عضو کو الگ الگ کاٹا۔ شوہری کہتے ہیں شیخان علی امیر معصومین کے بدلہ لینے سے خوب خوش ہو گئے۔ (مجالس المؤمنین ص ۴۴۲) لاکھوں مسلمان قتل ہوئے۔ دریائے دجلہ خونیں موجیں مارنے لگا۔ سدرے بازار لاشوں سے لٹے پڑے تھے۔ گھوڑے خون میں دھنس کر چل نہیں سکتے تھے۔ بڑے بڑے کتب خانے دریا برد ہو گئے کہ ان کی سیاہی سے دریا پھر ایک تہ سیاہ ہو گیا۔ یہ تباہی سقوطِ ڈھاکہ اور سقوطِ غرناطہ سے بہت بڑی تھی لیکن شیعہ وزیر اور طوسی عالم خوش ہیں کہ امیر معصومین کے خون کا بدلہ ہو گیا فور کیجئے اماموں میں سے شہید تو ۸۸ مخالفوں کو مقابلے میں مار کر ۲ ساتھیوں کے ہمراہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ خود قاتلوں (توابین و مختار تھقی) نے ایک لاکھ مسلمان اسی بنانے سے ۷۰ تک مار ڈالے تھے۔ اب ساتویں صدی میں عباسیوں سے کون سا بابر امام لینا باقی تھا کہ کافروں سے عالم اسلام کو تباہ کر دیا؟

”عذرِ رنگ بدتر از گناہ، کاغذِ صداق سو شتری نے اس حملہ اور تباہی کی وجہ یہ کھنکھ ہے کہ کرب کے محلہ سے خلیفہ نے سحری کے وقت قبرِ امیرِ شہنشاہ ایک ڈھاسنی، خلیفہ مشغول ہو گیا اور ملک کو تباہ کر دیا پس ابن علقمی نے خلیفہ عباسی کو مردانے اور بغداد تباہ کرنے کی قسم کھالی۔

ذرا غور فرمائیں! یہ محلہ ساڑھے تین اور قبرِ امیرِ شہنشاہ کا گڑھ تھا۔ حتیٰ کہ سحری کے وقت خلیفہ خود باکریہ



نبرے سنتا ہے تو انتہائی قدم اٹھاتا ہے اگر کوئی شیعوں کا کسی گھر یا محلہ سے حضرت علیؑ و اہل بیتؑ پر کسی دشمن خارجی سے تہرائیہ کلمات سننے اور انتہائی قدم اٹھائے کیا شیعی دارالافتاء اس کے خلاف ایسی کارروائی کی اجازت دے گا؟ اگر نہیں تو کیا ابن علقمی اور طوسی کے اور آج کس کے مداحوں کے دشمن اسلام ہونے کی یہ کھلی دلیل نہیں ہے؟ بالفرض مان لیا جائے کہ خلیفہ کے ایکشن سے سو پچاس شیعوں نے متاثر ہوئے، مگر کیا دنیا کا کوئی قانون یہ اجازت دیتا ہے کہ غیر ملکی کا فرط طاقت سے ساز باز کر کے اپنے ملک اور مسلمان قوم کو تباہ و برباد کر دیا جائے؟

اگر مسلمان ممالکوں میں ذرہ بھر قومی یا دینی غیرت ہوتی تو وہ اس حادثہ کے بعد ان بار آستین لوگوں سے ہوشیار رہتے نہ دخیل نہ دست کرتے نہ کلیدی آسامیوں پر فائز کرتے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ سقوط بغداد سے نئے کر سقوط ہوا کہ تک مسلمانوں نے ہمیشہ ان پر اعتماد کر کے تباہی کا ڈنگ کھایا ہے جس کی تفصیل آ رہی ہے، اور پاکستان کی تحریکات سے گزر رہا ہے لیکن ہر بے ضمیر صحافی اور لامذہب سیاستدان ۹۵: ۱۱۱۱ سنت کے مفادات کو داؤ پر لگا کر ۴-۵ ہزار راضی کرنے پر ہی تلا ہوا ہے۔ ایرانی انقلاب سے ۱۲-۱۳ لاکھ مسلمانوں کے قتل عام سے انھوں نے کچھ سبق حاصل نہیں کیا۔

۱۹: سقوط بغداد کی طرح خون کے آنسو لانے والا بارہ لاکھ مسلمانوں  
**شاہ تیمور لنگ کے مظالم** | کے قابل تیمور لنگ رافضی کا ظلم و بربریت ہے جو اُس نے بلا وجہ یورپ کے فاتح سلطان بایزید ملیدرم عثمانی کے ساتھ کیا اور ایشیائے کوچک میں مسلمانوں کی سب سے بڑی سلطنت عثمانیہ کو تباہ کرنے کی ملعون کارروائی کی اور مفتوحہ یورپ پھر مسلمانوں کے قبضے سے نکل گیا۔ قیصر کے کئے پر تیمور اگر درپردہ انگریزوں کی حمایت میں مسلم کش جنگ انگورہ نہ لڑتا اور سلطان مسلمان کو شیر کی طرح لوبے کے جنگلے میں قید کر کے جگہ جگہ نمائش و تذلیل کی یہ انسانیت سوز حرکت نہ کرتا تو تمام یورپ پر آج اسلام کا جھنڈا لہراتا ہوتا۔

تاریخ کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:-

۱۔ سلطان بایزید خان نے نکوپولس کے میدان میں عیسائیوں کے ایک ایسے زبردست اور ہر ایک اعتبار سے مکمل و مضبوط لشکر کو شکست فاش دی کہ اس سے پہلے کسی میدان میں عیسائیوں کی اتنی زبردست طاقت جمع نہ ہو سکی تھی۔ سمجھنا شاہ ہنگری اپنی جان بچا کر لے گیا لیکن فرانس و



آسٹریا و اطلی و ہنگری وغیرہ کے بڑے بڑے شہزادے، لوہاب اور کسپہ سالار قید ہوئے اور بعض میدان میں مارے گئے۔

۲۔ اس کے بعد وہ اپنی فوج لے کر یورپ میں پہنچا۔ ہنگری، آسٹریا، فرانس، جرمنی اور اطلی فتح کرنے کے عزم کے ساتھ یونان کا رخ کیا۔ پھر تھرموپلی کے درے میں سے فاتحانہ گذرتا ہوا اتھنز کی دیواروں کے نیچے جا پہنچا اور ۸۰۰ ع میں اتھنز کو فتح کر کے تین ہزار یونانیوں کو ایشیائے کوچک میں آباد ہونے کے لیے روانہ کیا اور اپنے سپہ سالاروں کو آسٹریا اور ہنگری کی طرف فوجیں دے کر روانہ کر دیا تھا جنہوں نے ان ملکوں کے اکثر حصوں کو فتح کر لیا تھا۔

۳۔ سلطان بایزید خاں یلدرم جب یونان اور اتھنز وغیرہ کو فتح کر چکا اور قیصر روم کا حال بہت پتلا ہونے لگا تو اس نے اپنی امداد کے لیے فوراً قاصد کو خط دے کر تیمور کی خدمت میں روانہ کیا۔ خط کے مضمون نے اس کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اس کا دل ہندوستان سے اُچاٹے ہو گیا اور وہ اس نو مفتوحہ ملک کو بلا کسی معقول انتظام کے ویسے ہی چھوڑ کر مرہ دور سے پنجاب اور پھر سمرقند کی جانب روانہ ہوا۔ ہندوستان کے ایک لاکھ قیدی گراں ہار سمجھ کر راستے میں قتل کرادیئے پھر سمرقند سے روانہ ہو کر اور ایشیائے کوچک کی مغربی سرحد پر پہنچ کر آذربائیجان اور آرمینیا میں قتل عام کے ذریعہ خون کے دریا بہائے اور اس علاقے پر اپنی ہیبت کے کئے بٹھائے اور خوب تیاری کر کے اس پر آمادہ ہو گیا کہ عثمانی سلطان سے اول دود و ہاتھ کر کے اس بات کا فیصلہ کر دیا جائے کہ ہم دونوں میں سے کس کو دنیا کا فاتح بننا چاہیئے؟

۴۔ سلطان بایزید یلدرم تیمور سے جگ کرنا یعنی خود اس پر حملہ آور ہونا ضروری نہ جانتا تھا۔ کیونکہ وہ مسلمان بادشاہوں سے لڑنے کا شوق نہ رکھتا تھا اس کو تو ابھی یورپ کے رہے ہوئے ملکوں کے فتح کرنے کا خیال تھا۔۔۔ مگر تیمور کئی سال سے نہایت سرگرمی کے ساتھ بایزید سے لڑنے اور اس کو شکست دینے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ دوسرے لفظوں میں کہا جاسکتا ہے کہ بایزید یلدرم عیسائی طاقت کو دنیا سے نابود کرنے پر ٹکلا ہوا تھا اور تیمور بایزید کو نابود کرنے اور عیسائیوں کو بچانے پر آمادہ تھا۔ تیمور نے اپنے تمام سلمانوں کو مکمل کر لینے کے بعد بایزید کے سرحدی شہر سیواس پر حملہ کر دیا۔ جہاں بایزید کا بیٹا قلعہ دار تھا۔ ایک خاص چال سے قلعہ کی چار دیواری کو آگ



لگا کر زمین میں دھنسا دیا اور چار ہزار فوجیوں کی مشکیں کسو کر ایک بڑی خندق میں زندہ درگور کر دیا۔  
 زندہ درگور کرنے کے اس ظالمانہ فعل سے بدن کے رونگے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

۵۔ شاہ یدرم بیٹے کی مقتل گاہ دیکھ کر غصہ سے بے تاب ہو گیا۔ مگر تیمور لنگ جنگی چال سے یہاں سے فوراً اندرون ملک شہر انگورہ پر پانچ لاکھ سے زائد مسلح لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ سلطان نے اس کے تعاقب میں باکر ایک لاکھ تھکے ماندے لشکر سے حملہ کیا۔ زبردست کشت و خون کے بعد سلطان نے شکست کھانی۔ تیمور نے سے لڑتے ہوئے ذلت کے ساتھ قید کیا، اور شہر بہ شہر تشہیر کر دی۔ تیمور رافضی تعزیر ساز نے اس ظلم سے اسلام کے غلبہ اور وقار کا خاتمہ کر دیا۔ تیمور کی تمام ترک و تازا اور فتح مندیوں سلطان سلاطین کو زیر کرنے اور مسلمانوں کے شہروں میں (موجودہ خینی کی طرح) قتل عام کرنے میں محدود رہیں اور اس کو یہ توفیق میسر نہ آ سکی کہ غیر مسلموں پر جہاد کرتا یا غیر مسلم علاقوں میں اسلام پھیلاتا۔ (مقتباسات از تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی ص ۴۷، ۴۸، ۴۹ وغیرہ) ترک تیموری سے پہلے چلتا ہے کہ ظلم عالم اسلام کی اس تباہی سے بچھٹایا۔ عامۃ المسلمین نے اسے حقیر جانا۔ اس نے تلافی میں پہلی مرتبہ غیر مسلم چین پر چڑھائی کی مگر راستے میں ہی مر گیا۔ آرزو فنا ہو گئی۔ مفتوحہ ممالک بیٹوں کی خانہ جنگی کی وجہ سے خود مختار ریاستوں میں تبدیل ہو گئے۔ اب صرف تیمور کا نام اس کے ظالم آباؤ چچکیز و ہلاکوں کے ساتھ یادگار ہے اور رہے گا۔ تعجب ہے کہ تعزیر پرست اس موجد تعزیر ظالم کو قومی ہیرو مانتے اور صاحب سیف و قرآن امیر تیمور باور کراتے ہیں۔ معاذ اللہ۔

۲۰۔ تباہ شدہ سلطنت عثمانیہ کو اللہ نے پھر زندہ کیا اور سلطان محمد خاں اول، سلطان مراد خاں ثانی فاتح قسطنطنیہ

## اسماعیل صفوی کے مظالم

سلطان محمد خاں ثانی اور سلطان بایزید ثانی اور سلطان سلیم عثمانی جیسے کامیاب و مدبر حکمرانوں کے ذریعے پھر عالم اسلام کی متحدہ قوت بنادیا اور یورپ میں فتوحات زور و شور سے شروع ہو گئیں۔ لیکن دسویں صدی کے آغاز میں شاہ اسماعیل صفوی شیعہ حکمران برسرِ اقتدار آگیا۔ اس نے تمام ایرانی سنی اکثریت کے مسلمانوں کی مساجد اور مقابر شہید کر دیئے۔ بڑے بڑے علماء اور معززین کو سولی چڑھا دیا۔ ہزار ہا شیعہ برتبراج جمعہ کے خطبہ میں لازم کر دیا جگہ جگہ سنی شیعہ فسادات کرائے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق چالیس



لاکھ سنی مسلمان شہید کرائے اور باقی مانا، کوشیعہ بننے پر مجبور کر دیا۔ کلیاتِ نفیسی مؤلف سید نفیسی پروفیسر  
 تہران یونیورسٹی میں لکھا ہے: ”کہ ان سے سوال کیا گیا ایران جو سنی اکثریت کا ملک تھا وہ شیعہ اکثریت  
 (۶۰-۶۵ فیصد) میں کیسے تبدیل ہوا؟“ تو پروفیسر مذکور نے جواب دیا: ”مذہبِ صفوی میں سنیوں کا قتل  
 عام کر کے ان کو جبراً شیعوں بنایا گیا۔“

اسماعیل صفوی، بن حیدر بن جنید بن ابراہیم بن خواجہ علی بن صدر الدین بن شیخ صفی الدین  
 بن جبریل کے آباء، اجداد سب سنی المذہب تھے۔ پیری مریدی کرتے تھے۔ شیخ صدر الدین نے سفارش  
 کر کے تیمور کے ہاتھوں وہ تمام ترک قیدی آزاد کرادیئے جو اس نے سلطان بیدرمن سے جنگ انگورہ میں  
 پکڑے تھے وہ ہزاروں قیدی شیخ کے باسفامریہ بن کر رہ گئے اور شاہ اسماعیل تک اس کی سب  
 اولاد سے وفادار رہے اور اسماعیل کو اقتدار دلانے میں ان کی بڑی قربانیاں ہیں۔ اسماعیل نے ”حب  
 اہل بیت“ کے نعرہ سے سنی و شیعوں کو مل کر ساتھ ملا کر اقتدار پایا تو علانیہ شیعہ اور دافعی بن گیا۔ پھر اپنے ترک  
 مریدوں کی قوم سے جنگ کا منصوبہ بنایا اور روسی ملک ترکی سلطنت عثمانیہ میں اپنے داعی، جاسوس  
 اور ایجنٹ بھیج دیئے تاکہ اندرونی و بیرونی حملے سے اس ملک کو ختم کر کے شیعوں کو ٹیٹ بنالیا جائے مگر  
 شاہ سلیم عثمانی کو اس سازش کا پتہ چل گیا اس نے اسماعیل صفوی کے سب ایجنٹوں کو ختم کر کے ایران  
 پر دفاعی حملہ کیا۔ اسماعیل بھاگ گیا۔ سلطان نے اندرون ملک اس کا تعاقب کر کے خالدران کے  
 مقام پر کامیاب جنگ لڑی اور نصف علاقوں پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ شاہ سلیم اگر دوبارہ ایران  
 جاتا یا پھر باقاعدہ شاہ صفوی، جنگ لڑتا تو اس کا اقتدار ختم ہو جاتا۔ مگر شام و مصر کے سرحدی کشیدہ  
 حالات کی وجہ سے شاہ دوبارہ ایران نہ جاسکا اور اسماعیل صفوی کے اس سازشی جال کی وجہ سے یورپ  
 میں بھی شاہ سلیم اپنی فتوحات آگے نہ بڑھا سکا۔ اگر اسماعیل صفوی یہ حملے اور اندرون ملک سازشیں کرتا  
 تو شاہ سلیم کی مساعی سے آج براعظم یورپ اسلام کے زیرِ نگین ہوتا لیکن ع  
 اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

جناب ابوذر غفاریؓ نوائے دقت میں لکھتے ہیں: ”اس کے علاوہ اگر ایران کے صفوی شیعوں  
 اور ترکی کے عثمانی سنی آپس میں لڑ کر خون کے دریا نہ بہاتے تو آج سارا یورپ مسلمان ہوتا۔ مزید برآں  
 اگر مغلیہ دور میں ہندوستان کے مسلمان سنی شیعوں کی جگہ ہندو کی جگہ ہوتے تو آج سارے ہندوستان پر



اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہر نازک موقع پر شیعوں نے اہل اسلام کو خنجر گھونپ کر کافروں کو بچایا۔ موجودہ خمینی انقلاب اور ایران و عراق جنگ ٹھیک اسی پالیسی کے تحت ہے جو شاہ اسماعیل صفوی نے وضع کی تھی اس وقت ترکوں کو مار کر عیسائیوں کو بچانا مقصود تھا اب فاس معاہدہ کے تحت امریکی اسلحہ اسرائیل جیسے دشمن اسلام سے لے کر عربوں کو ختم کرنا اور سامراجی طاقتوں کی مدد کرنا مقصود ہے۔ اسلام کا نعرہ۔ لاشیعہ ولائستہ، مرگ بر اسرائیل، مرگ پر امریکہ۔ تو صرف باقی کے دانت دکھانے کے ہیں۔ جن سے بدھو صحافیوں کو اٹوٹنا ہے اور اقتدار کے بھوکے مستقبل سے اندھے سیاستدانوں کو اور سادہ لوح مسلمانوں کو ترقیہ اور ڈپلومسی کے ذریعے اپنا ہم نوا بنانا مقصود ہے اللہ اندھوں کو بینائی عطا فرمائے۔

۲۱۔ ایران کا عہد صفوی۔ ہند میں عہد مغلیہ کا معاصر ہے۔ سب سے پہلے ہمایوں کے دور میں تیشع کو ہند میں برآمد کیا گیا خاص معاہدے قاضی نور اللہ شوستری جیسے غالی شیعہ کو قاضی القضاۃ بنایا گیا۔ جس نے تیشع کی اشاعت میں ہر حربہ استعمال کیا۔ سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ نے اپنی فدا داد ایمانی فراست اور دیانت سے اسے مجبور کرنے کی کوشش کی اور کامیاب بھی ہوا تبھی تو شیعہ اور ان کے بے دین ہم نوا عالمگیر کی شکایت کرتے ہیں۔ مگر شیعوں نے ایک اور چال چلی عالمگیر کے بیٹوں کو رشتے دے کر بعض کو مائل بہ تیشع کر لیا۔ پھر وہ اقتدار کی رستہ کشی اور خانہ جنگی کا شکار ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت مغلیہ قریب الزوال ہو گئی۔ ادھر ہندو اور مرہٹے زور پکڑ گئے۔ جن کو شاہ ولی اللہ کی دعوت پر احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کے میدان میں آکر بیٹل ہزار افغانی سپاہ کی کمک سے ختم کیا۔ ادھر اودھ، بکھنؤ، دکن وغیرہ میں شیعہ راجوں نے آزاد ریاستیں قائم کر لیں۔ انگریزوں نے ایسے پاؤں پھیلانے کہ مسلمانوں کا اقتدار دہلی کے گرد و نواح تک محدود ہو کر رہ گیا۔

۲۲۔ اس کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے اور مسلمانوں کو ختم کرنے کی نیت سے ہمارے  
**نادر شاہ درانی کا دہلی پر حملہ**  
 ہمدرد پڑوسی ایران کا نادر شاہ درانی بڑے لشکر کے ساتھ آیا۔ ایک مدبر امیر الامرا محمد امین



خاں کے مشورہ سے بہت سا خرچ اور کروڑوں روپے نقد دینے پر صلح ہو گئی مگر اس کے شیعہ ہونے کے بعد ایک دوسرے غدار برہان الملک سعادت علی خاں رافضی نے محض عہدہ بدلنے سے نادر شاہ کو غدر کرنے اور بادشاہ کو قتل کر کے دہلی کا خزانہ لوٹنے اور قتل عام کرنے کا پروگرام دے دیا۔ چنانچہ نادر شاہ نے لاکھوں مسلمانوں کو دہلی کی جامع مسجد میں شہید کیا۔ بادشاہ اور اس کے دروگوں کی لاشوں پر تخت بچھا کر ناشہ کیا اور دہلی کا سب خزانہ لوٹ کر لے گیا۔ اسی موقع پر یک بزرگ نے:

شامست اعمال ماسورت نادر گرفت

نادر کے حملہ کو خرچ تحسین شیعہ عورتیں تک پیش کرتی ہیں۔ ایک مضمون خود راقم نے پڑھا ہے۔ نادر شاہ کو شاہی خزانہ سے ساڑھے تین کروڑ چاندی کی نقدی، ڈیڑھ کروڑ کی سونے کی تختیں، پندرہ کروڑ کے جواہرات، گلابہ کروڑ کا تخت طاؤس، پانچ سو ہاتھی، ہزار با اعلیٰ نسل کے گھوڑے اور شاہی خیمے قناتیں وغیرہ ملے ہوئے۔

آخری مغل تاجدار بہادر شاہ نے گریڈ بھی جمع ہو گئے۔ درپردہ انگریزوں سے ملے ہوئے تھے اور اصل حالات کو شاہ سے مخفی رکھ کر اس کی شہید کا چرخہ چل کر دیا۔ مغلیہ دور میں سب پرادران کا فتنہ، مضمون میں محمد اسحق قلبی آخری قسط میں لکھتے ہیں۔ بارہ کے بادشاہ گرافضیوں نے اپنی آٹھ دس برس کی سازشوں، ریشہ دوانیوں سے ایک عظیم الشان مغلیہ سلطنت کو نیم جان کر دیا اور ان کے بعد تیسرے رافضی برہان الملک سعادت علی خاں نے اپنی غداری اور ملک حرمی سے اس نیم جان مغلیہ سلطنت کی پشت میں (نادر شاہ کے ہاتھوں) ایسا بھرو پور خنجر مارا کہ وہ اٹھنے کے قابل ہی نہ رہی لیکن یہودیوں، نصرانیوں، زرتشتیوں، مجوسیوں اور عجمیوں نے تاریخ کو مسخ کرتے ہوئے ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ شہنشاہ کو محمد شاہ ٹھیکہ بنا دیا۔ انھوں نے لکھا کہ وہ عیاش تھا وہ ہنوز دلی دُور است کہتا تھا۔ اس لیے سلطنت مغلیہ برباد ہوئی۔ سبھی نے ان مکاروں، بددیانتوں کی پھیلائی ہوئی خرافات پر یقین کر لیا اور اپنے اکابر کی برائی پر تل گئے۔ اور یہ بھول گئے کہ یہ سب دشمن کی کاروائی ہے۔ (ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ اپریل ۱۹۸۶ء کو تاریخ فرستہ)

۲۳۔ نادر شاہ کے حملہ کے بعد مسلمان انتہائی کمزور ہو گئے تو شیعہ و بے دین راجوں نے انگریز کی مالادستی تسلیم کر کے اپنی ریاستوں کو ان سے بیٹے نام لٹ کر دیا۔ آج بہت سی نیگریں



نوابوں، خانوں، درملکوں کے پاس انگریزی عطیات ہیں۔ لیکن غیور اور سلمان نوابوں اور سلاطین نے انگریزوں سے ٹکر بھی لی۔ ان میں سر فرہرست میورکاراجہ سلطان ٹیپو شہید بن حیدر علی ہے جو شاہ ولی اللہی خاندان کا معتقد، اہل توحید و سنت سے وابستہ اور انگریزوں کا کٹر دشمن تھا۔ یہ جب انگریزوں سے خود جنگ لڑ رہا تھا تو شیوہ کماندار نے غداری کر کے سلطان کو شہید کر دیا۔ جیسے اسی طرح بنگال میں میر جعفر نے غداری کر کے انگریزوں کو اقتدار دلادیا۔ اسی لیے یہ شعر زبان زدِ عام ہے۔

جعفر از بنگال و صادق از دکن      ننگِ دنیا، ننگِ دین، ننگِ وطن

جسٹس کیانی شیوہ کے خاص دوست پروفیسر محمد منور روزنامہ جنگ "۲۲ مارچ ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

و شیوہ سنی فسادات کی تاریخ قدیم ہے مگر ہمیشہ یاد رہے کہ ان میں مخلص سنی اور شیوہ ہمیشہ فادیوں کی نثراندہی نہ ہونے کے باعث نقصان یا ب ہوئے اگر ٹیپو اور حیدر علی کی سلطنت کسی شیوہ گردہ سے تعلق رکھنے والوں نے بھی دی تو یہ ان افراد کی ذاتی بے ایمانی تھی۔

ب۔ فادی عنصر شیعوں میں بھی گھس آتے ہیں اور سنیوں میں بھی، جب ابو مسلم خراسانی نے کالے جھنڈے اٹھائے تھے تو اس کے ساتھ محض بنو ہاشم نہ تھے۔ موقع کا فائدہ اٹھا کر مجوسی اور مزدکی اپنے زمانے کے کمیونسٹ) اس کے لشکر میں شیوہ بن کر گھس گئے۔ بنو ہاشم نے تو بنو امیہ کے اکابر پر ہاتھ صاف کیا مگر مجوسیوں نے کہا جو عرب نظر آئے اڑادو۔ مزدکیوں کیونسٹوں نے ہر کلمہ گو مارا خواہ وہ ایرانی تھا خواہ عرب اور وہی مجوسی اور مزدکی دوسری جانب بنو امیہ کے آدمیوں کو ابھار کر مخبری کرا کے بنو ہاشم اور ان کے ساتھیوں کو قتل کراتے رہے۔ مزدکیوں کیونسٹوں نے شیوہ) روپ بدل کر مختلف سلامی فرقوں کو جنم دیا۔ نظام الملک طوسی کا سیاست نام اس پر گواہ عادل ہے۔ (پیران کاخانہ کعبہ میں قتل حجاج، حجر اسود کو اکھیر کر بیت الخلاء میں لگانا جو قرآنی شیعوں کے سیاد کام ہیں، نقل کیے ہیں۔)

ج۔ ایران ہمارا ہمسایہ ملک ہے ہم ایران کا احترام کرتے ہیں۔ موجودہ انقلابی حکومت کو سب سے اول پاکستان نے تسلیم کیا..... اسی طرح ایران کے حل و عقد کو بھی اس امر پر نظر رکھنی چاہیئے کہ جس شیوہ عنادہ جو خدا جانے شیوہ میں بھی یا نہیں، اس خواہش کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ انھیں پاکستان



کوشیہ ریاست میں تبدیل کرنا ہے اور جلد از جلد ہماری دُعا ہے کہ ایران ایک اثناعشری اسلامی رنگ میں ترقی کرے۔ اہل ایران کو اور ایزن کے جوشیلے (پاکستانی) پرستاروں کو بھی دُعا کرتی چلیے کہ خدا پاکستان کو استحکام اور اسلامی سنی رنگ میں استحکام عطا کرے۔ اکثریت کی قوت ہی استحکام عطا کرتی ہے اقلیت کو بخلوص خاطر تعاون کرنا چاہیے۔

جناب ابوذر غفاری صاحب نوانے وقت میں رقم طراز ہیں:

## انگریز اور شیعہ

انگریز تو مسلمانوں کی اس کمزوری کا خوب فائدہ اٹھاتا تھا۔ ۱۷۹۹ء میں

جب شاہ افغانستان نے سلطان ٹیپو کی مدد کا ارادہ کیا تو انگریز نے افغانستان پر ایران سے حملہ کیا یا اور اس نے انیسویں صدی میں یہ منصوبہ بنایا تھا کہ وہ ایران کو مضبوط بنائے گا تاکہ وہ اپنے سنی ہمسایوں کے خلاف برسرِ پیکار رہے۔ (نویا میر صادق کی ٹیپو سے غداری ایران کی سازش تھی۔)

۲۵۔ انگریز شراٹیکز جب جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد پورے برصغیر پر چھا گیا اور مسلمانوں

نے اس کے خلاف تحریکِ آزادی جاری رکھی اور قتل، قید و بند اور جلا وطنی کی سزائیں مجاہدین کو ملتی رہیں۔ تاریخ سے ہمیں یہ نہیں چلتا کہ کسی شیعہ عالم لیڈر یا نواب نے انگریز کے خلاف کام کیا ہو یا کوئی تکلیف پائی ہو۔ بلکہ یہ لوگ قادیانیوں کی طرح انگریزوں کو اپنے لیے رحمت کا سرمایہ سمجھتے تھے کیونکہ مذہبی آزادی کی آڑ میں انہوں نے جس بدعت اور شکی کام کو چاہا اس کے لیے باقاعدہ لائسنس اور اجازت نامہ حاصل کر لیا تاکہ ٹوکنے والے علماء دین کا بھی نہ بند ہو جائے اور وہ ان شر سے بھرپور رسوم سے اپنے جعلی مذہب کو پھیل سکیں۔ یہ تعزیر، ذوالجناح، دلدل و غیرہ کے جلوس، انگریزی دور کی پیداوار ہیں جو "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی کے تحت اس نے اپنے وفاداروں کو عنایت کیے۔

چنانچہ لاہور کے شیعہ مجتہد علامہ حائری اپنے کتابی سائز کے رسالہ کے

صفحہ ۱۳ پر یہ فرماتے ہیں: "انگریزی حکومت ہمارے لیے سایہ رحمت ہے کہ اس کی پناہ میں ہم اپنی مذہبی رسوم آزادی سے بجالاتے ہیں۔"

ابھی ۱۹۸۶ء میں شریعت بل کے خلاف شیعہ نے ایک دلیل یہ بھی دی کہ اس کے نفاذ سے ہماری وہ رسوم اور حقوق ختم ہو جائیں گے جو انگریز نے دیئے تھے۔ "تو اعمال و رسوم قرآن و سنت



فتویٰ اہل بیت سے ثابت نہ ہوں بلکہ خود ساختہ بدعت اور شرعاً ممنوع ہوں۔ ان کے جواز کی سند غیر مسلموں سے لینا اور پھر ان پر مسلمانوں سے لڑنا جبرگونا، کفر کی حمایت نہیں تو کیا مسلمانوں سے وفاداری ہے؟

## تاریخ پاکستان

۲۶۔ انگریز کے خلاف صدی بھر سے صرف سنی مسلمانوں کی جنگ

آزادی جب کامیابی سے ممکن نہ ہونے لگی اور انگریز نے وطن چھوڑنا

چاہا تو مسلمانوں کی غالب اکثریت نے نعرہ پاکستان کا ساتھ دیا اور اپنی رواداری اور بے تعصبی سے سوال مہرگز نہیں اٹھایا کہ قائد اعظم محمد علی جناح کس خاندان اور مذہب کے والہ ہیں۔ چنانچہ معمار پاکستان مفسر قرآن، خطیب ہند مولانا شبیر احمد عثمانی اور ہزار کتابوں کے مصنف حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اہل سنت کے سٹیج سے اپنے رُسوں شاگردوں اور مریدوں کے ساتھ پاکستان کا بھرپور ساتھ دیا۔ یگانگت سے بشارتِ خوش فانی دوروں سے مسلم رائے عامہ کو پاکستان کے حق میں قائل کیا۔ تبھی تو ۱۹۴۷ء کے ایکشن میں مسلم لیگ کو کامیابی ہوئی پھر بریلوی مکتبہ فکر نے بھی بنارس کانفرنس کر کے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا۔ اگر علمائے دیوبند اور مذہبی گروہ کی تائید نہ ہوتی تو پاکستان کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوتا۔ عام پروپیگنڈہ یہ ہے کہ پاکستان کا تصور سب سے پہلے علامہ اقبال مرحوم المتوفی ۱۹۳۷ء نے پیش کیا اور ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کے بعد مسلم لیگ نے مطالبہ اور تحریک شروع کی۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ تصور انگریزوں کے مدد سے سالہ جنگ لڑنے والے گروہ کے بویان نشین نے پیش کیا۔

تعمیر پاکستان اور غلام ربانی صاحب پر منشی عید الرحمن لکھتے ہیں: "جون ۱۹۲۸ء میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور مولانا عبد الماجد دریا آبادی تھانہ بھون میں حضرت تھانوی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مولانا اشرف علی نے یہ فرمایا: "دل بواں چاہتا ہے کہ ایک خط پر اسلامی حکومت ہوسارے قوانین دینہ کا قیود احکام شریعت کے مطابق ہو"۔ پھر ۱۹۳۸ء میں فرمایا: "میاں شبیر علی ہوا کا رخ بتا رہا ہے کہ لیگ والے کامیاب ہو جاویں گے۔ انا اشد صحت۔ میں نے جو اعلان کیا ہے اس میں مسلم لیگ کی حمایت کی ہے اور میں مسلم لیگ کا حامی ہوں۔"

۱۔ سعد اللہ اور ۱۳۱۱ از موفنا بر الحق حق، بحوالہ اظہار العیب ص ۲۳، ص ۲۴ مولانا سر فرخان صفدر



انہی خدات کے صلہ میں کراچی میں مولانا عثمانی کو اور ڈھاکہ میں مولانا اطر سلیٹی کو پاکستان کی پرچم کشائی  
 کا اعزاز بخشا گیا اور یہ دونوں دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز سیوت تھے اور حکیم الامت مولانا اشرف علی  
 تھانوی کے غاص ساھی اور معتقد تھے۔ اس لیے کسی بھی گروہ کا بار بار یہ طعنہ دینا کہ دیوبند مخالف  
 پاکستان یا کانگریسی ہیں۔ ایک بددیانتی اور غلیظ جھوٹ ہے۔ جو طبقہ مخالف تھا وہ مسلمانوں پاکستان  
 کا مخالف ہرگز نہ تھا وہ سب ملک ہند کو اپنا وطن جانتا تھا۔ وہ چاہتا تھا تقسیم ملک نہ ہو بلکہ دہلی ہی  
 حسب سابق مسلمانوں کا دارالسلطنت ہو جن سے انگریز غاصب نے اقتدار چھینا تھا اور اب  
 انہوں نے ہی غاصب کو جنگ زر کے نکالا تھا۔ یہ جذبہ ملک سے محبت کی دلیل تھی جیسے اب ہم  
 تقسیم پاکستان کا تصور نہیں کر سکتے اور مشرقی پاکستان کی علیحدگی پر افسوس کرتے ہیں۔ اس منفی تصور  
 نے، اگر ڈرائیڈین مسلمانوں کو وہاں تھخ دیا ہے اور لوک سبحا میں وہی علما ان مسلمانوں کی نمائندگی  
 کر رہے ہیں ورنہ ان کو وہاں کتنا رہنے دیتا۔ پاکستان تو ان کا تھخنہ کر سکا تھا۔  
 اب اس فضول بحث کہ فلاں مخالف تھا فلاں موافق، کو ختم کرنا چاہیے۔ یہاں کے سبھی باشندے  
 پاکستان کے وفادار شہری ہیں سب کو امن سے زندگی گزارنے کا حق ہے ورنہ ایک کسے والا کہ  
 سکتا ہے کہ شیعہ تاریخ گواہ ہے انہوں نے کفر و اسلام کی ٹکر میں کبھی مسلمانوں کا سانحہ نہ دیا برصغیر  
 میں بھی انگریز کے خلاف جنگ آزادی، تحریک خلافت، تحریک ترک موالات اور تحریک ریشمی رمال  
 وغیرہ میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر کوئی قربانی نہ دی بلکہ تقیہ و جاسوسی کا کردار ادا کرتے رہے  
 تحریک پاکستان میں بعض شیعہ و کیلوں اور علماء نے اس لیے شرکت کی کہ حسن اتفاق سے وہ قائد  
 کو اپنا ہم پیشہ اور ہم مذہب سمجھتے تھے۔ کامیابی پر انتظامی کلیدی آسامیوں پر پہنچنا مقصود تھا۔ پاکستان  
 بننے پر ان کو وہ حاصل ہو گیا۔

لیکن سنی مسلمانوں کا مقصد صرف اسلامی حکومت کا قیام اور نفاذ شریعت مصطفیٰ علیہ السلام تھا  
 قائد اعظم کو شیعہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے لیکن وہ کٹر مذہبی اور فرقہ پرست نہ تھے۔ سیکولر ذہن رکھتے  
 تھے۔ مولانا عثمانی نے ترجمہ قرآن پڑھا کر ان کا ذہن اسلامی بنادیا تھا پھر وہ برابر مسلمانوں کو تقریریں  
 میں قرآن و سنت اور خلافت راشدہ کے نظام کا حوالہ دے کر اپنی طرف کھینچتے تھے۔ اب علماء  
 اہل سنت اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے نفاذ شریعت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ ان کا قانون حق



ہے شیعہ کی مخالفت غیر قانونی اور نظریہ پاکستان کو ختم کرنے والی تاب زحررت ہے وہ شریعت کا قانون نافذ ہونے دیں اور پبلک لا تمام بین الاقوامی دساتیر کے مطابق کثرت کا فقہ کو بننے دیں۔ ہاں اپنے مذہبی حقوق کے تحفظ کی بات ضرور کریں مگر اپنی ساخت اور نمکبوڑے انگریز کی نسبت نہیں بلکہ خالص قرآن و سنت اور حضرت علیؑ و جعفر صادقؑ کی تعلیمات کے حوالہ سے ہم علما اہل سنت دیوبند نہایت دیتے ہیں کہ شیعوں کو تعظیم اہل بیت پر مبنی حقوق یقیناً مل کر رہیں گے۔

۲۴۔ میں اپنی ملکی بات میں دو پدایا مناسب نہیں پاتا کہ پاکستان میں شیعہ کردار پر روشنی ڈالوں ورنہ ہر کسی کو پتہ ہے کہ سکندر مرزا راضی اپنی ایرانی بیوی کے ایما پر بلوچستان کی دواختوات کہاں کر رہا تھا کہ صدر ایوب خان مرحوم نے بروقت ملک سنبھال لیا۔ ۱۹۷۱ء کے انتخابات کے بعد ”ادھر ہم ادھر تم“ کا نعرہ لگا کر شیعہ پاکستان کو کس نے الگ کیا۔ پھر مے نوش کچی خاں راضی نے فوجی ایکشن کے ذریعے لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کر کے ہمیشہ کے لیے ہم سے الگ کر کے بنگلہ دیش کیسے بنا دیا اور اب زکوٰۃ و فرائض کا انکار کر کے نفاذ اسلام و شریعت بل کی ڈٹ کر مخالفت کون کر رہا ہے۔ روسی کمیونسٹ نظام پنانے اور خون کی ندیاں بہانے کی دھمکیاں کون دے رہا ہے؟ یہ صرف سبائی فرقہ ہے جو اپنے اس طویل تاریخی سفر میں ہر منزل مسلمانوں کا رہزن ثابت ہوا ہے۔

بمرد اور حامی کبھی نہیں رہا۔ اس لیے ہمیں حالیہ ایرانی شیعہ انقلاب اور شدید کشت و خون پر اور اسے دیگر مسلم ممالک میں برآمد کرنے کے عزائم پر کچھ تعجب نہیں۔ بلکہ وہاں اور تیمور کو اپنا بیرو ماننے والے خمینی پرست مسلمانوں کی یہی خدمت کر سکتے ہیں۔ کاش ہماری معمولی بھالی بھیڑ چال مسلم قوم کو سمجھ جوتی؟

ایران کا انقلاب تاریخ کا ایک عجیب العقول واقعہ ہے

ایک بورئیشن نے ایک شہنشاہ کا تختہ الٹ دیا اس لحاظ سے ایرانی عوام کی جدوجہد اور آیت اللہ خمینی اپنے تاریخ ساز کردار کی وجہ سے ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ اس پر اہل قلم نے مثبت و منفی بہت کچھ لکھا ہے اور جب تک ظلم سے خون کی ندیاں بہتی رہیں گی ان کی روشنائی سے یہ داستان کشت و خون مورخ بکھتا جائے گا۔

آیت اللہ خمینی ایک قد آور عالم تھے بے دین اور مغرب پرست شاہ ایران کی مخالفت کی وجہ سے ۱۴ سالہ جبری اور قوم سے بذریعہ کیسٹرن پیام و رابطہ کی وجہ سے ان کی شخصیت اہم سیاسی بین الاقوامی



اقتدار پر لانے کے لیے سنی شیعہ سب ایرانی مسلمانوں نے زبردست قربانی دی بظاہر ان میں مذہب لگاؤ پیدا ہوا مغربیت بنے پڑا۔ لادینی کا سیلاب تھم گیا اسی وجہ سے دیندار مسلمان اس کی نشریاتی چکاچند سے مرعوب ہو گئے اور اسلامی انقلاب کے عنوان سے دنیا کے ذرائع ابلاغ نے خوب تشہیر کی۔ حالانکہ یہ فاسل شعی آمرانہ، درپردہ روسی مسلم کش خالمانہ انقلاب ہے۔ ایران جا کر مشاہدہ کرنے والوں کے تاثرات اور عام اخباری بیانات کی روشنی میں مشیتِ غوثِ ازخروارے چند نقائص ہم عرض کرتے ہیں :-

۱۔ خمینی انتہا پسند اور جاہل ہیں۔ اقتدار پا کر اپنے ہم سفروں کو بھی تختہ دار پر لٹکا دیا۔ بنی صمد جلدوٹنی پر مجبور ہوئے۔ صادق قطب زادہ قتل ہوئے۔ آیت اللہ شریعت مدار کاظم کو کردار کشی کر کے نظر بند کر دیا۔ سات سال بعد ۱۹۸۶ء قید ہی میں وفات پا گئے عوام الناس کو ان کا جنازہ پڑھنے کی اجازت نہ ملی حالانکہ وہ خمینی سے بڑھ کر شیعہ کے مذہبی راہنما تھے۔ اسی طرح امام خاقانی، محمد شاہی کے ۱۴ سال قیدی امام قمی، ۷ سال قیدی امام زنجانی بھی قید ہیں۔ حالانکہ یہ شاہ کے خلاف خمینی تحریک کے بہاول دست تھے مگر اب خمینی کے مقہور و مظلوم ہیں۔ ذرا سا خمینی سے اختلاف رکھنے والے لاتعداد علماء پس زندان اور درگور ہو گئے جس سے وہ ڈکٹیٹر بادشاہ ظالم بن چکے ہیں۔

۲۔ سیاسی مخالفت میں فوج کے بڑے بڑے افسروں، انتظامیہ کے عہدیداروں کو سینکڑوں کی تعداد میں شاہ نوازی کے الزام میں تہ تیغ کرنا زبردست قہمی و مکی نقصان و غلامانہ قدم ہے از روئے معاہدہ سرکاری ملازم و قتی حکومت کے وفادار ہوتے ہیں انٹرنیشنل قانون یہی ہے بعد از انقلابی حکومت سب کے سب بری ملازمین کو قتل و غارت کی ہزا دے یہ کسی اسلامی جمہوری اور شخصی حکومتوں کے ہاں بھی جائز نہیں ہوئی ہے کہ ایران کو اس کا زبردست خمیازہ بھگتا پڑا۔ اپنے سے بر لحاظ سے ہم احصاء کم عراق سے طویل جنگ میں ایران غالب آسکا ز پورے علاقے واپس لے سکا حالانکہ اسرائیل بھی پشت پناہ ہے۔

۳۔ خاکی اور بے رحمی کی یہ بھی انتہا ہے کہ عورتوں، بچوں کے جلو سوں پر اندھا دھند فائرنگ سے سینکڑوں بے گھر ہو گئے۔ لاشوں میں تبدیل کر دیئے جائیں خمینی کے قدیم قید و جلا وطنی کے ساتھی بڑا کٹر موسوی موسوی اعظمی التورۃ البائت ۱۹۲۰ء پر لکھتے ہیں: "ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ خمینی رحم و کرم سے بہت دور اور شر سے نزدیک ہیں اور قتل و غارت میں انھیں مزد و تنابہ کہ نو عمر نوجوانوں کو بھی ان کی تلوار نہیں کشتی چنانچہ تین ماہ کے اندر تین ہزار مسلمان نوجوان مرد اور عورتیں مر گئیں۔ بر خمینی نے سننے کے جرم میں تہ تیغ کیے گئے :-



۴۔ تین لاکھ پاسداران انقلاب کو کرفیو آرڈر کی طرح یہ اجازت دینا کہ جو کوئی انقلاب پر ذرا تنقید کرے اسے وہیں ڈھیر کر دو اس طرح سینکڑوں علماء، طلبہ، مزدور، مجاہدین، خلق اور اہل سنت مسلمان رکتوں کی تعداد میں تڑپائے گئے۔ یہ لینن اور ہٹلر کا شیوہ ہے۔ فاتح مکہ حسینؑ کے نانا کی سنت ہرگز نہیں ہے۔ ڈاکٹر موسیٰ مذکور بدترین انقلاب منہ پر لکھتے ہیں: "خینی نے تحریک کے دوران برسرِ اقتدار شاہ کے متعلق کہ: "خود قتل کرنے والے سے قصاص لیا جاتا ہے قتل کا حکم دینے والے سے نہیں سخت تعجب ہے کہ یہ بات کہنے والا اپنی حکومت کے چار سالوں میں چالیس ہزار انسانوں کا قتل کرتا ہے جن میں پورے نو جوان عورتیں سبھی ہیں جرم صرف یہ نعرہ ہے حریت زندہ باد، استبدادیت مردہ باد۔ اس نے ہزاروں گردوں، عربوں، بلوچوں اور ترکمانوں کو اس پرقتل کر لیا کہ وہ شام کے زمانے سے مخصوص حقوق چاہتے ہیں۔"

۵۔ فخر کا شمیری کے سفیر امر ایران کے مطابق اپنے کاسہ لیس مذہبی طبقہ کو عوام پر ایسے مسلط کرنا کہ وہ کارڈ کے ذریعے لمبی لاسوں میں لٹک کر شیشے خورنی حاصل کریں اور کارڈ صرف وفاداری کی سند اور جان بچانے کی ضمانت سمجھا جائے اور غیر موافق قوم رہیں۔ سوشلسٹ نظام کا چہرہ ہے۔

۶۔ ایران عراق جنگ کو صرف صند اور ان کی دم سے ہول دینا، لاکھوں افراد کو آگ میں جھونکنا، اسلامی ائمہ کیٹی، اسلامی ممالک، غیر جانبدار ممالک، سلامتی کونسل، کسی کی بھی بات نہ ماننا اور صلح پر آمادہ نہ ہونا بلکہ ہر ۱۵-۲۰ دن بعد تازہ خونریز عراق پر حملہ کرنا، صلح کی بار بار اپیل کر چکا ہے۔ سفاکی اور درندگی ہے۔ قرآن کے قطعی خد ف ہے۔ قرآن کہتا ہے: "صلح بہتر ہے" "دینار" "بوسن بھائی بھائی" ہیں۔ بھائیوں کے درمیان صلح برادری (حجرات) دشمن صلح چاہے تو تم بھی جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو: "انفال" "کسی قوم سے دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے تم عدل کرو یہی تقویٰ کی بات ہے" (ملحد)

۷۔ ایرانی آئین میں مذہب شیعوہ کو سرکاری مذہب قرار دینے پر ہمیں اعتراض نہیں لیکن ۴ فیصد اہل سنت کے بالکل مذہبی حقوق چھین لینا بے انصافی ہے۔ تیران میں دس لاکھ سنیوں کو مسجد بنانے کی اجازت تک نہ ہو شیہ امام ابی موسیٰ صوبوں میں زبردستی امام بن جائے۔ بلوچستان وغیرہ اکثریتی صوبوں میں اکثر شیعوہ ٹیچرز مقرر کر کے بچوں کو مذہب کے برکتہ کیا جائے سرکاری ملازمتوں میں سنی تھانیدار و کپتان تک نہ ہو۔ پارلیمنٹ میں ان کا وجود نہ ہونے کے برابر ہو وہ اپنا مذہبی لٹر بچہ نہ خود چھاپ سکیں نہ پاکستان و ممالک عربیہ سے منگوا سکیں ظلم و راسخ کی مدح اور مذہبی تبلیغ میں آزاد نہ ہوں یہ اسلامی حکومت کا کام نہیں۔



۸۔ جوئی مسلمان اپنے مذہبی حقوق کی بحالی کے لیے احتجاج کریں ان کو بغاوت کہے جانے لگا جائے جیسے بیس ہزار کے قریب کر دوں کو مارا گیا۔ ایرانی بلوچستان اور زاهدان میں رمضان شریف تک میں مباری ہوئی۔ ایران کے ایک عالم دین راقم کو لاہور جولائی ۱۹۸۵ء میں ملے تو بتایا: ہمارے جوان یا قتل ہو چکے ہیں یا قید میں ہیں۔ صرف بوڑھے اور عورتیں گھروں میں ہیں۔ میں نے کہا پتہ دیکھئے میں اپنی تصانیف کا سبٹ بھیجوں گا ماری میں ترجمہ کروا کر اپنے صوبے میں پھیلا دینا وہ بھرائی آواز میں کہنے لگے ایسا ہرگز نہ کریں۔ میری شامت آجائے گی۔ ہم مذہبی کتاب نہ خود چھاپ سکتے ہیں نہ باہر سے منگوا سکتے ہیں۔“

۹۔ یہ فاضل شیعہ نقلاب ہے۔ امام خمینی کٹر متعصب شیعہ عالم ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب ”کشف الاسرار“ میں صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدینؓ پر جگہ جگہ زہرا گلا ہے اور ان پر تبراک کے مخالف قرآن کے جعلی آیتاں لگائے ہیں۔ میں وہ حوالہ جات نقل کر کے قارئین کو پریشان نہیں کرنا چاہتا۔ مختصر یہ کہ وہ صفوی دور کے انتہائی بد زبان مصنف ملا باقر علی مجلسی کے مقلد ہیں اس کی تبرہ صحابہ پر مشتمل کتابوں کو پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں جس کے فحش حوالے راقم نے اپنے رسالہ فقہ جعفریہ اور مسلمان اور عقائد الشیعہ وغیرہ میں دیئے ہیں۔ خمینی کے ایسے اقوال تسلیم کرنے سے بقول مولانا نعمانی قرآنی آیات اور متواتر احادیث کی تکذیب ہوتی ہے۔ رسول پاکؐ پر نابدیت کا الزم آتا ہے قرآن مجید قابل اعتبار نہیں رہتا۔ اس پر ایمان نہ رکھنا ہو جاتا ہے سب سے خلیفہ ترین بات یہ کہ خمینی کی یہ باتیں اسلام اور رسول خدا کی صداقت کو مشتبہ اور مشکوک بنا دیتی ہیں۔ بلکہ خمینی نے رسول اللہ کی بعثت کی ناکامی کا صاف اعلان کیا ہے۔

امام مہدی کی ولادت کے موقع پر یہ کہا ہے: امام زمان معاشرتی انصاف کے لیے اس پیغام کے حامل ہوں گے جو تمام دنیا کو بدل دے گا یہ وہ فریضہ ہے کہ جس میں پیغمبر اسلامؐ محمدؐ بھی پوری طرح کامیاب نہیں ہوئے تھے اگر ہمارے نبی کے لیے جشن مسلمانان عالم کے پُر عظمت ہے تو جشن امام زمان تمام انسانیت کے لیے عظیم ہے میں ان کو لیڈر نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ اس سے ماورا ہیں۔ میں ان کو اقل نہیں کہہ سکتا کیونکہ ان کا ثانی نہیں ہے۔ (ترجمہ متران ٹائمز، مورخہ ۲۹ جون ۱۹۸۰ء)۔ حالانکہ یہ کھلا ہوا کفر ہے۔

ایک بیان میں یہ کہا کہ میرے جانباز صحابہؓ رسول سے زیادہ قربانیاں دیتے ہیں۔ صحابہؓ رسول تو جنگوں میں بھاگ جاتے تھے اور میرے جانے جاں نثار ساتھی ہزاروں کی تعداد میں جانیں قربان کر رہے ہیں۔ (معاذ اللہ)



# خمینی اپنے ائمہ کو تمام انبیاء و رسل اور ملائکہ مقربین سے افضل بتاتے ہیں

ومن ضروریات مذهبنا ان لا نعتنا  
مقام الا یبلغه ملک مقرب ولا نبی  
ہرسل۔  
ہم اے مذہب شیعہ کا یہ بیادہی اور ضروری عقیدہ ہے  
کہ ہمارے ائمہ کا درجہ اتنا بڑا ہے کہ اس تک کوئی مقرب  
فرشتہ اور نبی ہرسل (رسول اللہ بھی نبی ہرسل میں) نہیں  
ہرسل۔ (الحکومت الاسلامیہ صفحہ ۵۲) پہنچ سکتا۔

ان تمام باتوں سے شیعہ اور امام خمینی کا اپنا ایمان و اسلام ثابت نہیں ہوتا تو ان کا انقلاب اور نظام  
حکومت کیسے اسلامی کہلائے۔ بل دلی اور گواہوں کے مقررہ وقت کے لیے کسی عورت سے جنسی  
معاہدہ منع کہلاتا ہے جو شیعوں مذہب کا سب سے بڑا کارثواب عمل ہے، لیکن یہ اتنا حیا سوز اور قابل غیرت ہے  
کہ مذہب شیعہ پر بدنامی کا یہی لیے بعض شیعہ اسے جزو مذہب ماننے سے ہچکچی رہے ہیں۔ (الانرجف)  
لیکن خمینی، تحریر الویلہ میں متعہ کے متعلق یہ صفات سیاہ کرنے کے بعد ایرانیوں کے کردار کو یوں سیاہ کرتے ہیں:  
يجوز التمتع بالزانية على كراهة خصوصاً  
بذکار عورت متعہ کرنا جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ خصوصاً  
لو كانت من العواهر المشهورات بالزنا (تحریر الویلہ صفحہ ۲۹۲) جب کہ وہ مشہور پیشہ ور طوائف ہو۔

اور حضرت عمرؓ کے متعلق خمینی کتاب ہے۔ عمرؓ نے متعہ کے حرام ہونے کا جو اعلان فرمایا وہ ان کی طرف  
سے قرآن کی نکتہ مخالفت اور ان کا کفرانہ کردار و رسل تھا، معاذ اللہ۔ تبصوہ: حضرت عمرؓ نے تو  
کتاب و سنت سے حرمت متعہ والا آئینہ جاری فرمایا تھا لیکن کیا کریں متعہ باز کو جب شیعہ اپنے ائمہ و  
رسولؑ کے برابر درجہ دیتے ہیں۔ تو وہ عمرؓ کو گالیاں کیوں نہ دیں شیعہ کی قدیم مستند تفسیر منہج الصادقین  
پہ ص ۱۷۶ میں ہے: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو ایک دفعہ متعہ کرے وہ امام حسینؑ کا درجہ  
پائے گا اور جو شخص چار دفعہ متعہ کرے وہ میرا درجہ پائے گا۔ (معاذ اللہ) اور جو پانچ دفعہ کرے  
یا ہمیشہ کرے تو.....؟

۱۰۔ علامہ خمینی کو چاہیے تھا کہ وہ انقلاب برپا کرنے کے بعد عالم اسلام سے دوستانہ تعلقات  
بڑھاتے اور اپنے وقار و حدود انقلاب میں اضافہ کرتے لیکن شدید شیعہ تعصب کی بنا پر اپنا جذباتی  
توازن برقرار نہ رکھ سکے۔ ہر اسلامی ملک کی کردار کشی اپنے ذرائع ابلاغ سے شروع کر دی۔ جن جن  
علماء اور مندوبین کو انقلاب کی سالگرہوں پر بلایا سب کو اپنے اپنے ملک میں بغاوت پھیلانے اور



ایرانی انقلاب برپا کرنے کا دعوہ کیا۔ تیل کی آمدنی کا ہر احساس غنڈہ گردی اور سازشی کارروائیوں کے لیے وقف کر دیا۔ پاکستان کے خلاف خوب زہر افلا، اندیا کی حمایت کی سعودی عرب اور دیگر ممالک عربیہ کے خلاف وہ تیز و تند پروپیگنڈہ کیا اور مسلمانوں کو ان کے خلاف ابھارا۔ گویا بے بڑے یہودی اور کافر معاذ اللہ یہی ہیں۔ عراق میں اپنے لکھنؤوں کے ذریعے بغاوت کرائی۔ نتیجہ عالم اسلام پر جنگ مسلط ہو گئی۔ پاکستان کے شیعوں کو چپکی دی کہ ضیاء الحق کی حکومت کا تختہ الٹ کر شیعہ انقلاب برپا کر۔ چنانچہ ان وطن فروش بزرگمذوں نے ۱۹۸۰ء میں اسلام آباد کا گھیراؤ کر کے اور زکوٰۃ و خیر اور شرعی حدود کا انکار کر کے اسلام اور پاکستان کی خوب رسوائی کی۔ محرمینہ کی منظور نظر بن گئے اور اب تک ایرانی تیل اور ملک کی بنیاد پر فقہ جعفریہ کے مطالبات کی آڑ میں بڑے بڑے جلے، جلوس نکال کر، دھمکیوں اور خفیہ کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ غضب یہ ہے کہ ۶ مئی ۱۹۸۵ء میں پاکستان کے مرکزی پارشروں میں شیعہ احتجاج کا پروگرام بنا۔ کوئٹہ میں ایران کی مسلح مداخلت اور اسلمہ سے بھرے ہوئے ٹرکوں کی گرفتاری، طشت از باہم ہو گئی۔ پولیس پر بے پناہ ظلم ہوا کہ لاتعداد سرکٹ کر درختوں پر ٹکائے گئے۔ فوج آئی، دن بعد حالات قابو میں آئے۔ ۲۳۰ ایرانی غنڈوں کو مقدمہ چلائے بغیر ایرانی حکومت کے حوالے کیا گیا اور مقامی مجرموں کو زندان میں ڈالا گیا۔ وزیر داخلہ نے سب کچھ بتلایا تھا لیکن انتظامیہ نے اس بغاوت کا کچھ نوٹس نہ لیا بلکہ طور تہ ہزارہ قبیلہ کے ایک اہم فرد کو بلوچستان کا گورنر مینا گیا۔ مقدمات داخل دفتر ہو گئے۔ پولیس کی گردنیں کاٹنے والوں کو سولی کی سزا کیا ملتی وہ تو مکاری مہمان تھے۔ اب اپریل ۱۹۸۶ء میں شیعوں کے احتجاج یاد باد سے باعزت بری کر دیئے گئے۔ انا اللہ۔

۱۱۔ یہ انقلاب اسلام سوز اور مسلم کش صیہونی انقلاب ہے۔ ایک عالمہ بردار ایرانی بزرگ کہتے ہیں:

ایران کے قائد انقلاب کے کام کو تمام انبیاء کے کام پر ترجیح دینا خدا کے نام کے بعد صرف ان کا نام لینے کی تعلیم دینا، اقوال رسول اور اقوال امیر علیہ السلام کی جگہ قائد انقلاب کے اقوال لکھنا پڑھنا، ہونا، سننا اور سناتا، کلمہ اسلام کے دوسرے جز کو مٹا کر پیغمبر اسلام کے نام نامی اہم گرامی کی جگہ قائد انقلاب کا نام لینا اور اس طرح ایک نیا کلمہ وضع کرنا (لا اِلهَ اِلا اللہ الامام الخمینی حجة اللہ) اپنے سوا ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر سمجھنا عالم اسلام کے موجودہ نقشے کو بدلنے کے لیے جدوجہد کرنا، کعبۃ اللہ پر قبضے کے لیے لوگوں کو تیار کرنا اور اس عمل کو جہاد کا نام دینا تمام



مسلم برائیاں حکومت کو کہہ کر قرار دے کر ان کا تختہ الٹنے اور ان کی حکومتوں کو ختم کرنے کے لیے قوم کو آمادہ کرنا، مسجدوں میں کیمبرے نصب کرنا، تصویریں اتارنا اور اُتروانا مسجدوں میں جوتوں سمیت جانا اور محراب مسجد میں تصویریں بنانا یا چسپاں کرنا، مسجدوں میں بیٹھ کر سگریٹ نوشی کرنا، اپنے مخالفوں کو کافر کہہ کر ان کی قبریں اکھاڑنا اور لاشوں کو غیر مسلموں کے قبرستانوں میں ڈالنا، اختلاف رائے کا اظہار کرنے والوں کو مقدمہ چلائے بغیر گولی مار دینا، شہریوں کا رزق درباری مولویوں کے ہاتھ میں دے دینا۔ اشیائے ضرورت کی راشن بندی کر کے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو بازا رہا میں لانا اور قہاروں میں کھڑا کرنا، زنا جیسی قبیح بدکاری کو مذہبی تحفظ دینا۔ ولدیت گئی جبکہ اسم مادر کو لازم قرار دینا، کمسن اور معصوم بچوں کو قتل کرنا، جھوٹے الزامات اور تھمیں تراش کر انسانوں کو زندگی سے محروم کرنا، نمازیوں کی جماعت پر صرف اس لیے گولی چلانا کہ وہ سرکاری مولویوں کی اقتدار میں کیوں نہیں کھڑے ہوئے۔ آیت اللہ شریعت مدار جیسے امام برحق کو منافق کہہ کر نظر بند کرنا قائد انقلاب کی تصویر کی پوجا کرنا۔ (عزمین شریفین میں اس بت کی نمائش کرنا) ان کے سامنے ان کے نام کا کلمہ پڑھنا اگر یہ اسلام ہے تو بتاؤ ضد اسلام کیا ہے۔ یہ اسلامی انقلاب ہے تو صیہونی انقلاب کیا ہوتا ہے؟ (بروایت اختر کاشمیری از آتش کدہ ایران ص ۱۰۲، ص ۱۰۳)۔

۱۲۔ ایران اسرائیل سے اسلحہ لے کر عالم اسلام کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔

چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:-

۱۔ اسرائیلی وزیر اعظم نے اعتراف کیا کہ اسرائیل نے عرب دشمنی کی بنا پر ایران کو اسلحہ فراہم کرنے کا سمجھوتہ کیا ہے مگر اسرائیلی قانون انھیں اس سمجھوتے کی تفصیلات ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لیے وہ کسی خبر کی تردید یا تائید کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔

۲۔ ایران کے سابق صدر نے کہا کہ انھوں نے حکومت ایران کو اس معاہدہ سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی اور یہ بھی کیا تھا کہ ایران کو اسرائیل سے اس قسم کا معاہدہ کرنے کے بجائے عربوں سے تعلقات استوار کرنے کی ضرورت ہے لیکن امام خمینی نے ان کی بات نہ مانی اور ان کے حکم پر حکومت ایران نے اسرائیل سے معاہدہ کر لیا۔

۳۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو پیرس کے ایک جریدے "ازبیک الیت" نے اپنے نمائندہ خصوصی



مقیم تہران کا جو مکتوب شائع کیا اس میں یہ انکشاف کیا گیا تھا کہ اسرائیل کے رسول اور فوجی ماہرین کا ایک وفد تین دن کے دورے پر تہران آیا۔ اس وفد کا مقصد ایران کی دفاعی ضروریات کا اندازہ لگانا تھا تاکہ ایران کو اس کی ضرورت کے مطابق امریکی اور اسرائیلی ساخت کے پرزے اور دوسرا سامان جنگ فراہم کیا جاسکے۔

۴-۳ نومبر کو برطانیہ کے اخبار آہرور میں تہران کے مکتوب نگار نے لکھا ہے کہ عراق سے جنگ کے لیے اسرائیل نے ایران کو بدمعاش، چاہ بہار اور بوشہر کی بندرگاہوں کے ذریعے بھاری مقدار میں اسلحہ فراہم کیا ہے۔

۵-۳ نومبر مغربی جرمنی کے اخبار ڈائی ویلت میں جو تفصیلی خبر شائع ہوئی اس کے آخر میں یہ ہے کہ اسرائیل نے یہ سامان کھڑی راستے سے ایران کو پہنچایا۔ نیز اسرائیل ایران کو سامان جنگ لپکا کرنے کا یہ سہ جاری رکھے گا۔

۶- ایران اسرائیلی معاہدے کی غرض سے دنیا بھر میں پھیل گئی تو ۲۱ جولائی ۱۹۸۱ء کو اسرائیل کے رسالہ معارف نے لکھا کہ ایرانی حکومت نے اسرائیل سے براہ راست اور مختلف ایجنسیوں کی وساطت سے مختلف النوع اسلحہ فراہم کرنے کی درخواست کی ہے اور بڑی مقدار میں فاضل پرزے بھی منگوائے ہیں۔  
(بجوال آتش کہ ایران ص ۹۸، ۹۹ از اختر کاشمیری)

حقیقت یہ ہے کہ انقلاب پر صرف اسلام کا نام اور لیبیل ہے ورنہ آغاز و انجام میں کہیں اسلام پر عمل نہیں۔ ڈاکٹر موسیٰ اصفہانی نے کیا خوب تبصروں فرمایا ہے:

صلی و صام لا امر کان یطلبہ لما قضی الامر ماضی و لا صاماً حصول مطلب تک تو نماز روزہ کی پابندی کی اور مطلب پورا ہو چکنے کے بعد سب کچھ فراموش کر دیا۔

۱۳- ایرانی انقلاب امریکہ کے خلاف روس کے ایما پر ہوا۔ حقائق ملاحظہ ہوں۔

۱- انقلاب ایران کا انداز نظم، طریق ضبط، طرز رفتار کمیونٹ انقلاب کے مشابہ ہے جس کے اقوال کی تشبیہ و تصویریں کا پیسلاؤ، مخالفت قوتوں کا گھیراؤ، کتابوں اور کیسٹوں کی بھرمار اور خود تہمتی کا سیاہ و سفید کا مالک ہونا، کمیونٹ انقلاب کی علامت ہے یہ منصوبہ بند کمیونٹ دماغ کی ہے اور وہی یہ گاڑی چل رہا ہے۔

۲- انقلابی حکومت نے روس نواز تودہ پارٹی سے اتحاد کر رکھا ہے یہ مخلوط حکومت روس سے



خفیہ رستہ کی علامت ہے۔

۳۔ جب شاہ کے خلاف عوامی تحریک زوروں پر تھی اور انقلاب ایران کے دروازے پر آچکا تھا اس وقت روسی افواج ایران کی رگ حیات سے زیادہ قریب تھیں۔ چنانچہ تاشقند کے ایک مبصر سٹرڈیم نے شٹ اپنی کتاب "یودی جنگ سے پہلے" میں لکھتے ہیں: "ایران میں جب شاہ کے خلاف عوامی تحریک شروع ہوئی تو روس نے ایران سے ملنے والے مسلم علاقوں میں اتنی فوج جمع کر رکھی تھی کہ ان مسلم علاقوں میں مارشل لا کے نفاذ کا گمان ہوتا تھا۔"

۴۔ جنین بیکل کے بقول جب شاہ نے روسی سفیر سے پوچھا تم میرے لیے کیا کر سکتے ہو؟ سفیر نے کوئی جواب نہ دیا۔ شاہ رات کی تاریکی میں ملک چھوڑ گیا جب امام خمینی ایران میں داخل ہوئے تو استقبالیہ ہجوم میں لینن اور ٹرائسکی کی کتابیں مار کر سی تعلیمات کی گائیڈ بکس اور کیونسٹ لیڈروں کی رنگارنگ تصویریں تقسیم ہوئیں۔ خمینی نے اس سرخاشاہی استقبال کے متعلق ایک نفاذ بھی نہ کہا ہاں جب خمینی نے ایران کا انتظام سنبھال لیا تو ۱۹ نومبر ۱۹۷۹ء کو جناب برٹنیف کا یہ انتباہ نشر ہوا: "اگر امریکہ نے ایران میں کوئی مداخلت کی تو روس اس کا رد وائی کو اپنی سلامتی کے خلاف سمجھے گا۔" افغانستان میں روسی فوج کا بڑا حصہ کج بھی ایرانی سرحد پر موجود ہے یہ خاموش رابطے فوجوں کا اجتماع امام خمینی کا استقبال تو دہ پارٹی سے سیاسی اختلاط۔ ایران کے خلاف کارروائی کو روس کا اپنے خلاف سمجھنا۔۔۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

قارئین کرام! تاریخ شیعہ ہماری اس کتاب کا موضوع نہ تھا لیکن موجودہ حالات میں اپنی قوم و ملک کے تحفظ کے لیے اس فرقہ کی قدیم و جدید تاریخ مرتب کی ہے ان لوگوں نے ہمیشہ غیر مسلم کیمپ سے مسلم کیمپ پر حملے کیے ہیں یا جاسوسی کی ہے بڑا کرم ایم۔ آر۔ ڈی یا پی۔ پی۔ پی کے راہنماؤں اور حکمرانوں پر واضح کر دیں کہ ان لوگوں کا تحفظ ضرور کریں لیکن ان پر اعتماد کر کے سیاست اور کلیدی آسامیاں ان کے حوالے کریں نہ ان کے پروپیگنڈے اور مطالبات، ایچی "یشن سے متاثر ہوں نہ ایرانی انقلاب کو پسند کریں۔ سوائے اس کے کہ شیعوں کو وہی حقوق پاکستان میں دیں جو ایران نے سنیوں کو دیئے ہیں۔ والسلام



سُنی و شیعہ تمام مسائل پر اچھوتے محققانہ انداز میں عصر حاضر کی بے نظیر تالیف

## تحفہ امامیہ ————— مُصَنَّف : مولانا مہر محمد میاں نوالوی

جس میں قرآن کریم، فریقین کی معتبر احادیث، عقل سلیم اور تاریخ اہل بیتؑ کی روشنی میں حضرت علیؑ کے خلفاء ثلاثہ سے بہترین تعلقات، باغ فدک، خلافتِ حادثہ جمل و صفین، تحریفِ قرآن، فضائلِ خلفاء راشدین، امامت اور ختمِ نبوت میں دلچسپ تقابلی مطالعہ، خلفاء کی بحث، مذہبِ شیعہ کی تصویر، کلمہ طیبہ اور دیگر متنازعہ فیہ مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ ہر بات افراط و تفریط سے پاک اور دکش تحریر کا آئینہ ہے۔

کسی طباعت۔ سائز ۱۸x۲۳ صفحات تقریباً ۵۰۰، قیمت ۶۰۰ روپے

## ہم سُنی کیوں ہیں؟

مؤلف مذکور کی مایہ ناز عقلی، عقلی دلائل سے لبریز کتاب شیعہ کے سُنیہ پر ۱۰۰ سوال کا مسکت جواب ہے جس میں سُنی، شیعہ کے نام، توحید رسالت، قرآن کریم کی صحت اور امامت اور دیگر بیسیوں کلامی فقہی تاریخی مسائل پر شاندار محققانہ تبصرہ کیا گیا ہے۔ تحفہ امامیہ اور کتاب ہذا کے مباحث جدا جدا ہیں۔ مرضِ رفض کے لیے نسخہ اکیر ہے۔ کسی طباعت، صفحات ۳۲۰، سائز ۱۸x۲۲ قیمت ۶۰۰ روپے

مکتبہ عثمانیہ ————— بن حافظ جی ضلع میاں نوالی



# محافظِ ایمان و سنت کی کتابیں

مؤلفہ : محقق اہل سنت مولانا مہر محمد صاحب

۳۵۲	عظمت صحابہ کے متفقہ عقیدہ پر خاص علمی و تحقیقی کتاب مجلد	عدالت حضرات صحابہ کرامؓ
۱۷۶	قرآن و سنت اور اجماع کی روشنی میں	فضائل صحابہ کرامؓ
۲۸۰	تحفہ اشاعرہ کے طرز پر جدید اسلوب میں جامع کتاب	تحفہ امامیہ
۳۲۰	شیعہ کے ایک سو دس سوالات کے مسکت و مدلل جواب	ہم سنی کیوں ہیں
۱۶۰	لنگ اسلام ماتم و عزرا پر ۵۷ دلائل سے فیصلہ کن بحث	مسئلہ عزاداری اور تعلیم اہلبیتؑ
۱۴۴	حقانیت مذہب پر دلچسپ تحریری مناظرہ	سنی مذہب سچا ہے
	تبلیغ مذہب کے لیے زبردست ہتھیار	شیعہ حضرات سے ایک سو سوالات
	مشہور چوبیس اعتراضات کا جواب	تحفہ الاخبار شیعہ اعتراضات کا جواب

نوٹ : تحفہ الاخبار کا سائز ۳۰x۲۰ ہے اور باقی کتابوں کا سائز ۲۲x۱۸ ہے۔

ردِ دفع و بدعت کے تمام مولفین کی کتابیں ملنے کا پتہ { مکتبہ عثمانیہ } بن حافظ جی ضلع میانوالی



# عدالت حضرات صحابہ کرامؓ

تالیف: مولانا حافظ مہر محمد میا نوالوی

فاضل نعر العلوم گوجرانوالہ و فاضل تخصص فی علوم الحدیث مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی

جس میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے صحابہ کرامؓ کی پاکیزہ سیرت اعلیٰ وارفع کردار فضائل و مناقب کو واضح کیا گیا ہے اور ان پر طعن و تنقید کی حرمت قرآن و سنت، اجماع امت اور مسلمہ کتب شیعہ سے ثابت کی گئی ہے اور ان پر قدیم و جدیداً جتنے اعتراضات کئے گئے ہیں علمی و تحقیقی پران کے دندان شکن جوابات دیئے گئے ہیں مشاحرات صحابہؓ میں اہل سنت کا مسلک معتبر جیسوں کتب سے بھر ہی کیا گیا ہے۔ الغرض اس کتاب کا ہر حصے کے گھر عموماً اور طلبہ و طلبہ کے پاس ہونا ضروری ہے بس دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے آج ہی منگوا کر صحابہ کرامؓ کے مقام کو سمجھیں اس مسئلہ پر اتنا کثیر و قیمتی مواد دیکھا آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملے گا۔ اکابر علماء نے اس کو بہت پسند کیا ہے۔

نوٹ :- اہل سنت و الجماعت کے محضر حضرات اسکو غریب و نادار طلبہ اور دینی لا سبریریوں میں تقسیم کر کے صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور اس بے مسلک اہل سنت کی تبلیغ کریں۔ ایسے حضرات کو معقول کمیشن دیا جائے گا۔ بڑا سا ۱۷ صفحات ۳۶۸ کاغذ عمدہ گلیٹر، رنگین ٹائٹل قیمت

ناشر

مکتبہ عثمانیہ بن حافظ جی ضلع میانوالی